ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

11 تا 17 محرم الحرام 1431ھ / 29 دسمبر 2009ء تا 4 جنوری 2010ء

غیر فانی تہذیب

اسلامی تہذیب کی ایک اہم خصوصیت اس کا ثبات، تسلسل اور ارتقاء ہے، باوجودیکہ مخالف تہذیبوں نے اسے نیچا دکھانے اور صفحۂ ہستی سے مٹانے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی۔ سب جانتے ہیں کہ ابتدأ اسلامی تہذیب کی ٹکر ایرانی و رومی تہذیب سے ہوئی۔ جہاں تک مادی اسباب و وسائل کا تعلق ہے، یہ مقابل تہذیبیں ہر قسم کے ساز و سامان سے لیس تھیں، لیکن فرزندانِ اسلام کی جان بازی اور شوقِ شہادت سے حریف قوتیں فنا ہو گئیں اور ان کی جگہ اسلامی تہذیب نے لے لی!

دو صدیوں بعد مسلم تہذیب کو یونانی تہذیب کے ایک عقلی مظہر فلسفہ سے بھی معرکہ آرا ہونا پڑا لیکن امام رازی، امام غزالی جیسے مفکرین کی علمی تنقید سے یونانی فلسفے کا کھوکھلا پن مسلمانوں پر ظاہر ہو گیا۔ اسی فلسفۂ یونان سے متاثر ہو کر قدریہ، جبریہ، مرجیہ اور معتزلہ جیسے کلامی فرقوں نے عجیب و غریب نظریاتی بحثیں چھیڑ دیں۔ لیکن علمائے حق نے ان فاسد نظریات پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ تاریخ کے صفحات کے سوا کہیں ان کا ذکر نہیں ملتا۔

اسلامی تہذیب پر تاتاریوں نے بڑا زبردست حملہ کیا۔ چنگیز خان اور ہلاکوں خان دونوں نے مسلمانوں کو کئی میدانوں میں پچھاڑا۔ لیکن یہ اسلامی تہذیب کے معجزانہ اثرات تھے کہ چنگیز خان کے پوتے نے اسلام قبول کیا اور اسلامی تہذیب کو تاتاریوں میں سے ہی اپنے خادم مل گئے۔ ع پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے، تیمور اور اس کی اولاد، ترکان عثمانی، یہ سب اسی تاتاری قوم کے مختلف خاندان ہیں، جنہوں نے نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ دور دراز علاقوں میں اسلامی تہذیب و ثقافت کو پھیلا دیا۔ پس ہماری شاندار تاریخ کے اوراقِ زریں گواہ ہیں کہ اسلامی تہذیب غیر فانی ہے جس میں دوسری تہذیبوں سے اپنی برتری منوانے کی صلاحیت بدرجۂ اتم موجود ہے۔

دوامی تہذیب

پروفیسر سعید اختر

اس شمارے میں

N.R.O یا N.D.W

پاکستان کا داخلی اضطراب اور خارجی خطرات

اللہ کی مدد آیا ہی چاہتی ہے

ناظم دعوت حلقہ کراچی شمالی عامر خان سے انٹرویو

حضرت عیسیٰؑ کا طفولیت اور کہولت میں کلام کرنے کا معجزہ

دہشت گرد کون؟

سویا ہوا ضمیر کب جاگے گا؟

افغانستان ...... تاریخ کے دوراہے پر

سورۃ الانفال

(آیات 1 تا 4)

الہدیٰ (401)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ ۪ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ①
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ② الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ
الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ③ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ کَرِیْمٌ ④﴾

’’(اے محمدؐ! مجاہد لوگ) تم سے غنیمت کے مال کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ کیا حکم ہے)۔ کہہ دو کہ غنیمت اللہ اور اس کے رسولؐ کا مال ہے۔ تو اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو اللہ اور اُس کے رسولؐ کے حکم پر چلو۔ مومن تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اُنہیں اُس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُن کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔ اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں۔ (اور) وہ جو نماز پڑھتے ہیں اور جو مال ہم نے اُن کو دیا ہے، اُس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے مومن ہیں اور اُن کے لیے پروردگار کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش اور عزت کی روزی ہے۔‘‘

یہاں لفظ انفال آیا ہے۔ یہ نفل کی جمع ہے اور نفل اضافی شے کو کہتے ہیں، جیسے نفل نماز۔ اصل نماز تو فرائض ہیں۔ نوافل اضافی چیز ہے۔ یہ آپ کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ چاہے پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ چونکہ جنگ میں اصل شے جو مطلوب ہوتی ہے وہ تو فتح ہے، مال غنیمت تو ایک اضافی شے ہے جو جنگ میں پیش نظر نہیں ہوتی۔ اسی حوالے سے مال غنیمت کو انفال سے تعبیر کیا گیا۔

اے نبیؐ، یہ آپؐ سے مال غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں، ان کو بتا دیجیے کہ انفال (غنیمت کا مال) تو سارے کا سارا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا ہے۔ تم میں سے کسی کا کوئی حق نہیں، لاؤ سب یہاں جمع کر دو۔ یہ فتح جو ہوئی ہے، یہ تمہارے ہاتھوں نہیں ہوئی، یہ اللہ کی خصوصی مدد سے ہوئی ہے۔ لہٰذا اس میں کسی کا کوئی حق نہیں۔ یہ کہہ کر مجاہدین کو zero level پر لے آیا گیا۔ جب یہ صورت ذہن میں ہو، تو پھر ہر شخص اس بات پر آسانی سے راضی ہو جائے گا کہ جو بھی اسے ملے ٹھیک ہے۔ ذہن کو اس جگہ لا کر فرمایا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور آپس کے معاملات کو درست رکھو۔ اگر تم مومن ہو تو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو، مال کی طرف نہ دیکھو، یہ تو اسلامی ریاست کا ہے۔ تم اپنا ایمان مضبوط کرنے کی فکر کرو۔ بندۂ مسلم کے لیے تو پانچ چیزیں ہیں۔ کلمہ شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج لیکن حقیقی مومن کے لیے اس میں دو چیزوں کا اضافہ کرنا پڑے گا، دلی یقین اور عملی جہاد۔ اِن کا ذکر سورۃ الحجرات آیت 15 میں یوں آیا ہے۔ فرمایا ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ﴾ ’’حقیقی مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اُس کے رسول ﷺ پر، پھر مذبذب نہیں ہوتے، اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔‘‘ جہاد کی اور کیفیات کو اس سورۃ (الانفال) کے آخر پر یوں لایا گیا ہے ﴿وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ﴾ (آیت: 74) ’’اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں، اور وہ لوگ جنھوں نے انہیں جگہ دی اور مدد کی، وہی ہیں سچے مومن۔‘‘ مومن کی تعریف (Definition) کا ایک پہلو اب یہاں بیان ہو رہا ہے کہ حقیقی مومن تو وہ ہیں کہ جب اُن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل لرز جاتے ہیں اور جب انہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُن کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ یہ تو اُن کی ایمانی کیفیت ہے۔ اُن کے اعمال کا معاملہ یہ ہے کہ وہ لوگ نماز قائم رکھتے ہیں اور اللہ کے دیے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ خرچ سے مراد یہاں انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ فرمایا، یہی وہ لوگ ہیں جو سچے اور حقیقی مومن ہیں۔ اُن کے لیے اُن کے پروردگار کے ہاں (بلند) درجے، مغفرت اور پاکیزہ روزی ہے۔

فرمان نبوی

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

اُمورِ ایمان

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے بھلی بات کرنی چاہیے یا خاموش رہنا چاہیے، اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے۔‘‘

تاخلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

جلد 19
شمارہ 01
11 تا 17 محرم الحرام 1431ھ
29 دسمبر 2009ء تا 4 جنوری 2010ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

N.R.O یا N.D.W

ایک اسلامی ریاست میں عدلیہ یقیناً فعال ترین ادارہ ہوگا۔ عدلیہ آزاد اور مستحکم ہونے کے علاوہ بیدار اور چوکنا بھی ہوگی۔ اُس کا رویہ حکمران اور عام آدمی کے لیے مساوی ہوگا۔ اُس کے دروازے سب پر کھلے ہوں گے۔ یعنی قانون اندھا ہوگا لیکن انصاف ہوتا نظر آئے گا اور بلا امتیاز ہوگا۔ انسانی تاریخ میں شاید ہی کوئی دوسری نظیر پیش کی جاسکے کہ اقلیتی مذہب سے تعلق رکھنے والا ایک شہری مسلمان حاکمِ وقت کو عدالت میں طلب کروالے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ قاضی غیر مسلم کے حق میں فیصلہ دے اور مسلمان حکمران اُسے بلاچون وچرا تسلیم کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں سے عدل کو نکال دیا جائے تو باقی کچھ نہیں بچتا۔ عدل بنا اسلام ایک بے روح جسم ہے، ایک ایسا ڈھانچہ جسے اُس کی جوہری قوت سے محروم کردیا گیا ہو۔ اللہ ربّ العزت نے قرآن مجید میں بدترین گناہ شرک کو عظیم ظلم قرار دیا ہے۔ ظلم عدل کا مقابل اور متضاد لفظ ہے۔ گویا عدل اجتماعی اور معاشرتی زندگی کی ناگزیر ضرورت ہی نہیں فرد کے عقائد کی درستگی کے لیے بنیادی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ یا یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ اجتماعی اور انفرادی زندگی میں عدل انسان کو صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کے لیے ممد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور اُس کا پسندیدہ دین اسلام حصولِ تقویٰ کو انسانی زندگی کا حاصل یا ہدف قرار دیتا ہے۔ اب کتنی غیر حقیقی اور مضحکہ خیز ہوگی یہ بات کہ فلاں شخص انتہائی صالح نیک اور متقی پرہیزگار ہے، اگرچہ وہ عادل نہیں ہے۔ گویا یہ کہنا بلاجواز نہیں ہے کہ عدل اسلام کی جوہری قوت ہے۔ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہر نیکی کا کسی نہ کسی طرح عدل سے تعلق جڑ جاتا ہے اور ہر بدی اور شر کا ظلم سے تعلق بنتا نظر آئے گا۔ لہٰذا غیر عادل شخص قانونی طور پر مسلمان تو ہوسکتا ہے لیکن اسلام سے اُس کا حقیقی اور معنوی رشتہ منقطع ہوجاتا ہے۔ زیادہ احتیاط برتی ہو تو کم ازکم یہ ضرور کہا جائے گا کہ اُس کا اسلام سے رشتہ بہت کمزور اور ثانوی درجہ کا ہے۔

عدل جرأت کا متقاضی ہے۔ کسی بزدل انسان کا عادل ہونا ناممکن نہ سہی انتہائی مشکل ضرور ہے۔ وہ زور آور استحصالی قوتوں کا مقابلہ کیسے کرے گا؟ اور جرأت تو رندانہ بھی ہو تو بارآور ہوتی ہے۔ اس حوالہ سے مغرب اور امریکہ کی مثال دی جاسکتی ہے۔ وہاں عدل چونکہ قومیت اور کسی حد تک مذہب سے بالاتر نہیں ہوسکا لہٰذا وہ صرف قومی اور ملکی سطح پر اُس کے فوائد سے لطف اندوز ہورہے ہیں۔ مغرب اور امریکہ چونکہ عدل کو گلوبلائز نہیں کرسکے لہٰذا دوسری اقوام اور ممالک پر اُنہوں نے غلبہ تو حاصل کیا ہے لیکن عزت و احترام اور دلی محبت اور الفت حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں، بلکہ دشمنی اور نفرت کا دائرہ وسیع کیا ہے۔

ہم نے اسلام اور عدل کا قصہ اس لیے چھیڑ لیا کہ ہم سے پرزور مطالبہ تھا کہ N.R.O پر قلم درازی کریں۔ وہ N.R.O جسے آخری عمر میں اور بڑھاپے کے عالم میں لاوارث چھوڑ دیا گیا تھا۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جنہوں نے اس فولادی قلعہ میں پناہ لی ہوئی تھی وہ بھی نہ صرف یہ کہ ہجرت کرگئے بلکہ اُس پر سنگ باری کرنے والوں میں شامل ہوگئے ع بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے!

N.R.O یعنی قومی مفاہمتی آرڈیننس کیا ہے؟ کچھ مالدار اور بااختیار لوگوں نے اپنے اختیارات اور قوت کا غلط استعمال کرتے ہوئے ملک میں سرکاری وسائل کی لوٹ کھسوٹ، قتل وغارت اور ڈاکہ زنی کی تھی، ایک دوسرے طاقت ور نے بندوق کے زور پر اُن سے اقتدار و اختیار چھین لیا، اُنہیں جیل بھیج دیا یا ملک بدر کردیا۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ وہ بندوق بردار خود کمزور ہوگیا، اقتدار اُسے ہاتھ

سے پھسلتا نظر آیا تو اُس نے اپنے اقتدار کو سہارا دینے کے لیے اُن راندۂ درگاہ لیڈروں میں سے کچھ کے ساتھ صلح صفائی کر لی۔ ایک قانون بنا دیا گیا کہ پچھلا کھایا پیا اور خون خرابہ سب معاف۔ آدھا تھوں میں ہاتھ ڈال کر خورد ونوش کے سلسلے کا از سرِ نو آغاز کریں۔ اس قانون کو N.R.O کا نام دیا گیا، حالانکہ اس کا نام N.D.W یعنی نیشنل ڈیتھ وارنٹ ہونا چاہیے تھا۔ ہم اس پر کیا تبصرہ کریں، ہمیں تو یہ سمجھ نہیں لگ رہی کہ بدنامی اور رسوائی میں کون سی کسر باقی رہ گئی تھی جو اس سیاہ قانون سے پوری کی گئی۔ کم از کم دورِ حاضر میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی قوم نے یوں کھلم کھلا اپنے چہرے پر کالک لگائی ہو۔ ہم تو صرف اس پر یہ تبصرہ کر سکتے ہیں کہ جس کتاب میں یہ قانون درج ہوگا اُسے کسی گلشن میں رکھ دیں، خزاں اُس کا مقدر بن جائے گی اور بہار کبھی لوٹ کر نہ آئے گی، سمندر میں بہا دیجیے تو سونامی کا باعث بنے گا، کسی پہاڑ پر رکھ دیں شرم سے دب اور پھٹ جائے گا، صحرا جل اُٹھے گا، جنگل کا بادشاہ دھاڑے گا کہ یہی ہے ناں وہ لوگ جو جنگل کے قانون کا طعنہ دیتے تھے، اب ہم شہر کے قانون کا طعنہ دیں گے۔ اندازہ کریں کتنی پائیدار اور سخت جان ہے پاک سرزمین جس نے اس قانون کو جنم دیا اور اس کے باسیوں کی حساسیت کا اندازہ کریں کہ ایسے قانون کے ہوتے ہوئے جیتے جاگتے اور اچھلتے کودتے ہیں۔ سپریم کورٹ کے فیصلہ پر ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں کہ

ع بہت دیر کی مہرباں آتے آتے۔

بہرحال دیر آید درست آید کے مصداق ہم پوری قوم کو سپریم کورٹ کے اس فیصلہ پر مبارک دیتے ہیں اور ساری قوم خصوصاً مقتدر طبقات سے گذارش کریں گے کہ عدل تو ایک Bi-Product ہے، اُس گراں قدر اور بے قیمت نظام کو سمو چا اپنائے بغیر اندرونی و بیرونی دشمنوں میں گھرے ہوئے اس ملک کو بچانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے عدل جس کی جوہری قوت ہے۔ یقیناً اور لاکھ بار یقیناً اسلامی نظام ہی ایک ایسا نسخہ کیمیا ہے جو امت مسلمہ کو ذلت و رسوائی اور ظاہری و باطنی بیماریوں سے نجات دلا سکتا ہے۔

پریس ریلیز 23/ دسمبر 2009ء

آئین کی دفعہ 62F کو آپریٹ کیا جائے

حافظ عاکف سعید

آئین کی دفعہ 62F کو عملی طور پر لاگو نہ کیا گیا تو ہر دوسرے سال قوم کو N.R.O کی مصیبت سے گزرنا پڑے گا۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کہی اُنہوں نے کہا کہ نجانے ہمارے سیکولر دانشور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں ایک ایسی شق کے دشمن کیوں ہو گئے ہیں جو بدکردار اور بدعنوان لوگوں کا پارلیمنٹ میں راستہ روکتی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے درخشاں نظام کو اپنا لیا جائے تو N.R.O جیسے بدنام زمانہ قوانین ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن ہو جائیں گے۔ اُنہوں نے سیکولر دانشوروں کو مشورہ دیا کہ وہ اسلام دشمنی میں بدکرداری اور بدعنوانی کو قانونی شکل نہ دیں۔ ایسے لوگ پہلے ہی پاکستان کو تباہی کے دہانے تک پہنچا چکے ہیں۔

(جاری کردہ مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

یہ نصف صدی کا قصہ ہے، دو چار برس کی بات نہیں!

تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا نقیب
غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد کا حُدی خواں

ماہنامہ میثاق لاہور

اشاعت کے 50 سال مکمل ہونے پر خصوصی شمارہ

مدیر مسئول: ڈاکٹر اسرار احمد

اہم مضامین

- ہم کہاں کھڑے ہیں؟ .... حافظ عاکف سعید
- مالاکنڈ کی اہمیت اور اس کا مستقبل .... ڈاکٹر اسرار احمد
- میثاق کا اجرا کیوں؟ .... مولانا امین احسن اصلاحی
- مسلمانوں کے قرآن مجید سے بُعد اور بیگانگی کے اسباب .... پروفیسر یوسف سلیم چشتی
- جہاد کی اعلیٰ قسم (حدیث نبوی کی روشنی میں) .... مولانا عبدالغفار حسن
- حُرمت ناموسِ رسالت .... انجینئر نوید احمد
- اسلام میں طلاق کا قانون اور اس کا فلسفہ .... سید شہاب الدین ندوی

ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ کا سلسلہ وار ترجمہ قرآن مجید مع مختصر تشریح ہر ماہ شائع ہو رہا ہے

خصوصی اشاعت: صفحات 224، قیمت صرف 60 روپے
عام شمارہ: 20 روپے، سالانہ زرِ تعاون (اندرون ملک) 200 روپے

شائع کردہ: مکتبہ خدام القرآن 36-K ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-35869501 فیکس 35834000، ای میل: maktaba@tanzeem.org

پاکستان کا داخلی اضطراب اور خارجی خطرات

پس چہ باید کرد؟

مسجد دار السلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 4 دسمبر 2009ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[گزشتہ سے پیوستہ]

حقیقت یہ ہے کہ قبائلی بھائی پاکستان کے انتہائی وفادار ہیں، یہ ملک کے دشمن نہیں۔ آپ آج بھی پاک فوج کو اپنے لوگوں کے خلاف فوج کشی کی صورتحال سے نکالیں، اپنی عظیم فوج پر سے کرایے کی فوج کا لیبل ہٹائیں، اور امریکی جنگ سے باہر آجائیں، تو یہ ساری شورش ختم ہوجائے گی۔

یاد رکھیں، اگر آپ موجودہ پالیسی میں تبدیلی نہیں لائیں گے تو صورتحال اور زیادہ خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ ڈرون حملوں کا سلسلہ وزیرستان کی طرح بلوچستان تک پھیل سکتا ہے۔ امریکہ ایک عرصے سے ملا محمد عمر مجاہد کی کوئٹہ میں موجودگی کے بہانے وہاں پر ڈرون حملوں کی بات کر رہا ہے۔ ڈرون حملوں میں بے گناہ لوگ مارے جاتے ہیں۔ وہ لوگ کہ جن کو حکمران مجرم کہتے ہیں (یہ الگ بات ہے کہ فی الواقع وہ مجرم ہیں یا نہیں) اُن میں سے بہت کم لوگ ہیں جو مارے گئے ہیں۔ سارا نقصان تو بے گناہ عوام کا ہو رہا ہے۔ اگر آپ امریکہ کے خلاف اُٹھ کھڑے نہیں ہوتے تو عوام میں بجا طور پر یہ تاثر پیدا ہوگا کہ ہماری حکومت امریکہ کی وفاداری کر رہی ہے۔ اس صورتحال کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ فوج اور قبائل کا تصادم ملک کے لیے سخت تباہ کن ثابت ہوسکتا ہے۔

امریکی تھنک ٹینک رینڈ کارپوریشن نے کچھ عرصہ پہلے یہ تجویز کیا گیا تھا کہ پاکستان کو کمزور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پاکستانی فوج اور قبائلیوں کو باہم لڑادو۔ ہم دشمن کی اس سازش کا شکار ہو رہے ہیں۔ ہم نے افغانستان کی نوزائیدہ اسلامی حکومت کے خاتمے اور بے گناہ افغان بھائیوں کے قتل کے جرم میں امریکہ کا ساتھ دے کر بہت بڑا جرم کیا ہے۔ اس جرم کے ازالہ کی صورت یہ ہے کہ ہم اللہ کی طرف پلٹیں، ورنہ امریکی سازشوں کے پھیلائے ہوئے جال سے کسی صورت باہر نہیں نکل سکیں گے۔ امریکہ افغانستان میں ناکام ہوگیا ہے۔ وہاں سے جاتے ہوئے وہ ہمیں ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اُس کا ہدف ہمارا ایٹمی پروگرام ہے۔ یہ سازش ایک کھلا راز ہے۔ اس سازش کو ہم اُسی صورت ناکام بنا سکتے ہیں جبکہ ہم بحیثیت قوم اللہ سے وفاداری کرنے کا فیصلہ کرلیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ ایٹمی پروگرام کے خلاف امریکہ کو سازش کرنے کا موقع بھی ہم نے ہی فراہم کیا ہے۔ بلیک واٹر اور دوسری غیر ملکی ایجنسیوں کو یہاں اجازت بھی تو ہم ہی نے دی ہے، ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ غیر ملکی دہشت گرد پکڑے جائیں اور انہیں حکام بالا کی ہدایت پر چھوڑ دیا جائے۔ ان ملک دشمن ایجنسیوں کے لوگوں کو اس ملک میں تمام اختیارات حاصل ہیں۔ اُن کے ایجنٹ جہاں اور جیسے چاہتے ہیں دندناتے پھرتے ہیں۔ کیا آپ کو بھی امریکہ یا کسی اور ملک میں یہ مواقع حاصل ہیں؟ اگر نہیں ہیں تو پھر آپ نے دشمنوں کو کھل کھیلنے کا یہ موقع کیوں فراہم کیا ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ بلیک واٹر کے ذریعے امریکہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے گرد جو جال بچھا رہا ہے، اس سازش کے اصل کرتا دھرتا یہودی ہیں۔ اوباما بھی اُن کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہے۔ یہودی پاکستان کی ایٹمی قوت اور ممکنہ نظریاتی کردار سے خائف ہیں۔ اس لیے وہ بہر صورت پاکستان اور بالخصوص اُس کی دفاعی صلاحیت کا خاتمہ کر دینا چاہتے ہیں۔ وہ اللہ کے دین کا راستہ روک دینا چاہتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اُن کی تمام تر شیطانی چالوں اور ناپاک منصوبوں کے باوجود اللہ کا دین روئے ارضی پر غالب ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ یہ کافر خواہ کتنے ہی منہ کی پھونکوں سے شمع اسلام کو بجھانا چاہیں، اللہ اپنے نور کا اتمام فرما کر رہے گا۔ اسلام کا عالمی غلبہ نبی اکرم ﷺ کے مقصد بعثت کا تقاضا ہے۔ آپ ؐ کے مقصد بعثت کے ضمن میں فرمایا گیا:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿28﴾ (الفتح)

”وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبرؐ کو ہدایت (کی کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا۔ تاکہ اس کو کل دین پر غالب کرے۔ اور حق ظاہر کرنے کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔“

> **ارشاد باری تعالیٰ ہے**
>
> ”وہ لوگ جو ایمان والے ہیں اللہ (کے دین کے غلبہ) کی راہ میں لڑتے ہیں، اور جو کافر ہیں وہ بتوں کے لیے لڑتے ہیں۔ سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو (اور ڈرو مت) کیونکہ شیطان کا داؤ بودا ہوتا ہے۔“

یہی بات سورۃ التوبہ اور سورۃ الصف میں یوں فرمائی گئی:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿33﴾ (التوبہ)

”وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت (کی کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو کل دین پر غالب کرے۔ اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں۔“

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ

﴿ ... الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ⑨ ﴾ (الصف)

"وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو کُل دین پر غالب کرے۔خواہ مشرکوں کو بُرا ہی لگے۔"

یہ دین اور نظام زندگی نبی کریمؐ کی حیات طیبہ میں جزیرہ نمائے عرب کی حد تک غالب ہوا۔ بعد ازاں دورِ خلافت راشدہ میں زمین کے ایک بڑے حصے پر اس کی توسیع ہوئی۔اب قیامت سے پہلے یہ کل روئے ارضی پر غالب ہوگا۔اس کی آپؐ نے خود پیشن گوئی فرمائی ہے۔

دین کو تو کل روئے ارضی پر غالب ہونا ہے، ہمارے لیے اصل غور طلب سوال یہ ہے کہ اس میں مقدس مشن کے لیے ہمیں کیا کرنا ہے، ہماری ذمہ داری کیا ہے۔

اس کا جواب سورۃ الصف میں دیا گیا ہے۔فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑩ ﴾

"مومنو! کیا میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے۔"

دنیا کی زندگی تو عارضی ہے۔ یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔اصل زندگی تو موت کی سرحد کے اُس پار ہے۔تمہارا اصل مسئلہ اُس زندگی کی کامیابی ہے، وہاں جہنم کی آگ سے بچاؤ ہے۔اگر تم وہاں کے خسارے اور عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو اُس کا راستہ یہ ہے کہ

﴿ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ﴾ (الصف:11)

"(وہ یہ کہ) اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو"

یعنی تمہارا پورا یقین، اعتماد اور بھروسہ اللہ کی ذات پر ہونا چاہیے نہ کہ مادی اسباب پر۔ اگر اللہ کی معیت تمہیں حاصل ہو جائے تو پھر کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اسی طرح نبی کریم ﷺ کی رسالت پر تمہارا پختہ یقین و ایمان ہو۔پھر یہ کہ تم اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے جہاد کرو۔اس راہ میں اپنی جان بھی لگاؤ اور اپنا مال اور اوقات بھی صرف کرو۔اسلام کے دشمن یہود اسلام کو مٹانے اور دجالی نظام کے قیام کے لیے کوشاں ہیں۔تم اسلام کی سربلندی کے لیے تگ و دو کرو۔اس راہ میں اپنی تمام صلاحیتوں کھپا دو۔ یہ زمین اللہ کی ہے۔اِس پر حکمرانی کا حق بھی اُسی کو حاصل ہے۔وہ قوتیں جو اللہ کے قانون کا غلبہ نہیں چاہتیں، تم اُن کے خلاف جہاد کرو نہ کہ اُنہیں سپورٹ کرو۔

آیئے، ہم اپنا جائزہ لیں کہ اس معاملے میں ہم کہاں کھڑے ہیں۔ امریکہ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جو جنگ لڑ رہا ہے اور ہم جس میں امریکہ کے اتحادی بنے ہوئے ہیں، اُس کا اصل ہدف کیا ہے؟ امریکہ اور یہود کو اصل اندیشہ احیائے خلافت کے امکان سے ہے۔ صدر بش نے کہا تھا کہ مسلمان انڈونیشیا سے مراکش

پریس ریلیز

حافظ عاکف سعید

طالبان افغانستان 8 سالوں سے امریکہ کے سامنے ڈٹے کھڑے ہیں ہم ایٹمی قوت کے باوجود امریکی جنگ سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتے

حکومت پاکستان جس سپریم قوت کو اپنا اتحادی قرار دیتی ہے حقیقت میں وہی پاکستان کا بدترین دشمن ہے

1 آج عالم کفر ابلیس کے ایجنٹ کے طور پر اسلام کے چراغ کو گل کرنے کے درپے ہے، لیکن اللہ کا فیصلہ ہے کہ ان کی پھونکوں سے یہ چراغ نہیں بجھے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے کہ قیامت سے قبل کُل روئے ارضی پر دین غالب ہوگا لیکن اس کے لیے ہمیں اللہ کے وفادار بن کر دین کے قیام کے لیے جدوجہد کرنا ہوگی۔ جو لوگ مسلمان ہو کر دیدہ و دانستہ اسلام دشمنوں کا ساتھ دے رہے ہیں وہ اپنی سزا ضرور بھگتیں گے۔ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے دوران کیا۔انہوں نے کہا کہ اللہ سے بے وفائی اور اس کے دشمنوں سے وفاداری کا ہمارا موجودہ طرزِ عمل دنیا و آخرت دونوں میں خسارے کا باعث بن سکتا ہے۔ہمیں اب اپنے دشمنوں کو پہچاننا ہوگا۔اگر طالبان افغانستان اپنی بے سروسامانی کے باوجود 8 سالوں سے امریکہ کے سامنے ڈٹے کھڑے ہیں تو کیا ہم ایٹمی قوت سے مسلح ہونے کے باوجود امریکہ کی صلیبی جنگ میں اس کا ساتھ دینے سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتے۔ پاکستان کی بقا اور ہماری فلاح کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم امریکہ سے رشتہ توڑیں اور اپنے مالک حقیقی سے جو رب کائنات ہے ناتا جوڑیں۔ آج عالم اسلام کے گرد عالم کفر گھیرا تنگ کر رہا ہے۔حتیٰ کہ یورپ میں مسلمان خواتین کو حجاب کی اجازت نہیں۔ مسجد کے میناروں پر پابندی لگائی جا رہی ہے۔ یہ روشن خیالی کے دعویداروں کی تنگ نظری کی انتہا ہے۔انہوں نے کہا کہ پاکستان جو اسلام کا قلعہ ہے، دشمن اس کے گرد بھی دائرہ تنگ کرتے جا رہے ہیں۔لیکن ہمارے موجودہ مسائل غیروں سے زیادہ ہمارے اپنے ہاتھوں پیدا کردہ ہیں۔ خیال تھا کہ مشرف کے جانے کے بعد حالات بہتر ہوں گے لیکن وہی پالیسیاں دو قدم آگے بڑھ کر اب بھی جاری و ساری ہیں۔ امریکہ کے ایجنڈے سے کون واقف نہیں۔ وہ بلوچستان کو الگ کرنے کی سازش کر رہا ہے۔ہمیں کمزور کرنے کے لیے ہمارے دشمنوں کی سرپرستی کر رہا ہے اور ہم اسی امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب دین سے بے وفائی کی سزا ہے۔ اللہ کے ساتھ ہماری وفاداری اور خلوص کا یہ عالم ہے کہ ہم نے 62 سالوں میں یہاں دین کو قائم ہونے نہیں دیا۔ بلکہ امریکہ و برطانیہ کے نظام کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ اس کے باوجود اللہ نے اپنی خاص کرم نوازی سے ہمیں ایٹمی قوت بنا دیا لیکن ہمارے ایمان کا یہ حال ہے کہ امریکہ کی ایک دھمکی کے سامنے ڈھیر ہو گئے۔(18 دسمبر 2009ء)

2 تنظیم اسلامی کی مرکزی شوریٰ کا دو روزہ اجلاس امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کی زیرِ صدارت ہوا۔ اراکین شوریٰ نے پاکستان اور اسلام دشمن قوتوں خصوصاً امریکی عزائم پر تشویش کا اظہار کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ بدقسمتی سے حکومت پاکستان جس سپریم قوت کو اپنا اتحادی قرار دیتی ہے اور اُس سے تعاون جاری رکھے ہوئے ہے حقیقت میں وہی پاکستان کا بدترین دشمن ہے۔ افغانستان میں اپنی افواج میں اضافہ کر کے وہ پاکستان کی سلامتی کو چیلنج کر رہا ہے اور اندرون ملک اُس کی خفیہ ایجنسیاں مختلف تخریبی کارروائیوں اور دہشت گردی کی واردات میں ملوث بھی جاتی ہیں۔ اراکین شوریٰ نے حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ اللہ کا دامن مضبوطی سے تھامے اور امریکی قوت کے خوف سے نجات حاصل کرے۔ اگر پاکستانی قوم نے اللہ کا دامن تھام لیا یعنی سابقہ گناہوں پر استغفار کرتے ہوئے اور آئندہ اللہ اور رسول کی وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے قرآن و سنت پر عملداری کا راستہ اختیار کیا تو امریکی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اراکین شوریٰ نے این۔آر۔او کے خلاف عدلیہ کے جرأت مندانہ فیصلے اور N.F.C ایوارڈ کے متفقہ طور پر منظور ہونے پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ اراکین شوریٰ نے اس عزم کا اظہار کیا کہ تمام تر ناموافق حالات کے باوجود وہ پاکستان میں نفاذ شریعت محمدی کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھیں گے۔(21 دسمبر 2009ء)

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

تک خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہم ان سے جنگ کر رہے ہیں۔ امریکہ سے پوچھا جانا چاہیے کہ اگر مسلمان اپنے خطوں اور اپنے ممالک میں اپنا نظام زندگی لانا

اگر ہم آج بھی اسلام کے خلاف امریکی جنگ سے کنارہ کشی اور نفاذ اسلام کی جانب پیش قدمی کا آغاز کر دیں تو انتشار، بدامنی اور عصبیتوں کا شکار یہ قوم ایک مرتبہ پھر اسلام کی مضبوط بنیاد پر متحدہ مضبوط قوم بن کر ابھر سکتی ہے

چاہتے ہیں تو انہیں کیوں تشویش ہے۔ اگر طالبانِ افغانستان نے اپنے ہاں نفاذ شریعت کا کام کیا تو تمہیں اور اتحادیوں کو یہ حق کیسے حاصل ہو گیا کہ وہ اُن پر چڑھ دوڑے اور افغانستان کو تاراج کر دیا۔ یاد رکھئے، دہشت گردی کے عنوان سے جاری یہ جنگ دہشت گردی کے خلاف نہیں، اسلام اور اُس کے نظام زندگی اور اقدار کے خلاف ہے۔ یہ حق و باطل کا معرکہ ہے۔ اس جنگ کا محرک یہ ہے کہ نظام شریعت کہیں سر نہ اُٹھا سکے۔ افغانستان پر اسی لیے یلغار کی گئی۔ وہ اسلام کے خلاف اس جنگ میں امریکہ کے اتحادی بن گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا کہ

﴿اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۚ وَالَّذِیۡنَ
کَفَرُوۡا یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ الطَّاغُوۡتِ فَقَاتِلُوۡۤا
اَوۡلِیَآءَ الشَّیۡطٰنِ ۚ اِنَّ کَیۡدَ الشَّیۡطٰنِ کَانَ
ضَعِیۡفًا ﴿۷۶﴾﴾ (النساء)

”وہ لوگ جو ایمان والے ہیں اللہ (کے دین کے غلبہ) کی راہ میں لڑتے ہیں، اور جو کافر ہیں وہ بتوں کے لیے لڑتے ہیں۔ سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو (اور ڈرو مت) کیونکہ شیطان کا داؤ بودا ہوتا ہے۔“

ذرا سوچئے، ہم کس کی جنگ لڑ رہے ہیں؟ کیا ہم اللہ کے دین کے غلبے کی بجائے دین اسلام کے خلاف امریکہ کی جنگ نہیں لڑ رہے ہیں۔ پھر اللہ کی مدد کیسے آ سکتی ہے۔ اللہ کی مدد سے محرومی نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے۔ پرویز مشرف نے امریکی جنگ میں ساتھ دیتے ہوئے جن قومی مفادات کے تحفظ کا یقین دلایا تھا، وہ سب کے سب ہوا میں تحلیل ہو گئے۔ نہ تو کشمیر کے مسئلہ پر امریکہ نے ہمارا ساتھ دیا ہے، نہ ہماری معیشت مضبوط ہوئی ہے اور نہ ہی ہمارا تورا بورا بننے سے بچاؤ ہو سکا ہے۔ اب تو را بورا بننے میں کون سی کسر باقی رہ گئی ہے۔ آئے روز ملک میں دھماکے ہو رہے ہیں۔ ڈرون حملے بھی جاری ہیں۔ فوجی آپریشن بھی چل رہے ہیں۔ کہیں بھی امن و امان نہیں ہے۔ ملک میں جب بھی کوئی دھماکہ ہوتا ہے، کوئی دہشت گردانہ کارروائی ہوتی ہے، تو ہر طرف سے یہ صدائے احتجاج بلند ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کی کارروائیوں کی کوئی بھی حمایت نہیں کر سکتا، مگر اس بات پر بھی تو غور کیا جانا چاہیے کہ یہ سب کچھ ہو کیوں رہا ہے؟ یہ کن پالیسیوں کا ردِ عمل ہے۔ اللہ نے آپ کو عقل دی ہے، سوچتے کیوں نہیں ہو۔ آج بھی اپنا قبلہ درست کر لیں، اسلام کے خلاف امریکی جنگ سے کنارہ کشی اور نفاذ اسلام کی جانب پیش قدمی کا آغاز کر دیں تو انتشار، بدامنی اور عصبیتوں کا شکار یہ قوم ایک مرتبہ پھر اسلام کی مضبوط بنیاد پر متحدہ مضبوط قوم بن کر ابھر سکتی ہے۔ اسلام ہی ہم اہل پاکستان کو باہم جوڑنے والی زبردست بنیاد ہے۔ اگر ہم دین کے نفاذ کی جانب پیش قدمی کریں گے تو اللہ کی مدد ہمیں حاصل ہو جائے گی۔ اس سے ایک تو وہ وعدہ پورا ہو جائے گا جو نفاذ اسلام کے ضمن میں تحریک پاکستان کے زمانے میں ہم نے اللہ سے کیا تھا، دوسرے اس سے اس جرم کا بھی کفارہ ادا ہو جائے گا جو نائن الیون کے بعد افغانستان کی اسلامی حکومت کے خاتمے کے ضمن میں ہم سے سرزد ہوا۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنا رُخ واشنگٹن سے موڑ کر اللہ کی طرف کریں اور افغان پالیسی پر یوٹرن لیں۔ دنیا پر یہ واضح کر دیں کہ ہم امریکہ کی اس جنگ میں اُس کے ساتھ نہیں ہیں۔ پھر ہی ہم امریکی سازش کے جال سے نکل سکیں گے۔ جماعت اسلامی نے ”گو امریکہ گو“ کے عنوان سے بہت اچھی تحریک شروع کی ہے۔ میں اس میں ایک بات کا اضافہ کرتا ہوں۔ امریکہ یونہی نہیں جائے گا۔ جب آپ امریکہ پر بھروسہ ختم اور اس کی غلامی ترک کر کے اللہ کی غلامی اختیار کریں گے تب ہی آپ ایک مضبوط قوم بنیں گے اور پھر ہی گو امریکہ گو کی بات آئے گی۔ اگر ہم اللہ کی وفاداری کر لیں تو خواہ امریکہ لاکھ سازشیں کرے، اللہ اُس کی سازشیں ناکام بنا دے گا۔ وہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔ سب کچھ اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی رُخ پر سوچنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

☆☆☆

قرآن کا پیغام

خلافت کا قیام

تنظیم اسلامی کی پیش کش

امیر تنظیم اسلامی حافظ **عاکف سعید** صاحب

یا دیگر مرکزی ذمہ داران تنظیم کا

مرکزی خطابِ جمعہ

جو بالعموم تذکیر بالقرآن، حالات حاضرہ پر تبصرے اور آسمحہ کے لائحہ عمل پر مشتمل ہوتا ہے

اب آپ ہر ہفتے اپنی جگہ پر سُن سکتے ہیں

جن شہروں میں کوریئر سروس موجود ہے وہاں بذریعہ کوریئر بصورت دیگر ڈاک کے ذریعے اس خطاب کا کیسٹ اگلے ہی دن یعنی ہفتے کے روز آپ کے پتے پر ارسال کر دیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

ممبر بنیں اور استفادہ کریں

سالانہ ممبر شپ فیس -/1000 روپے

TDK کیسٹ

مرکز تنظیم اسلامی میں نقد، منی آرڈر یا پھر ڈرافٹ کے ذریعے رقم جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں

نوٹ: یہی خطاب جمعہ بذریعہ Internet ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org سے براہ راست یا Download کر کے بھی سنا جا سکتا ہے۔

تنظیم اسلامی

A/67 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور

مزید معلومات کے لئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

فون نمبرز 6316638/6366638 فیکس: 6271241

Email:markaz@tanzeem.org

websit:www.tanzeem.org

اللہ کی مدد آیا ہی چاہتی ہے

محمد نذیر یٰسین

بلا شبہ کفر ملت واحدہ ہے۔ تاہم کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ اہل اسلام کے خلاف بظاہر متحد ہونے کے باوجود اہل کفر کے مابین شدید اختلافات بھی موجود ہوتے ہیں، جن کا فائدہ بالواسطہ طور پر اہل اسلام کو پہنچتا رہا ہے، جس کی ایک مثال حالیہ دور میں کمیونسٹ روس کے خلاف اہل اسلام اور اہل مغرب کی مشترکہ سرد جنگ کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس حقیقت کے بارے میں قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے:

"اور اگر اللہ دفع نہ کرتا رہتا انسانوں میں سے بعض کو بعض کے ذریعے تو وہ خانقاہیں، گرجے، عبادت خانے اور مساجد ضرور مسمار کردی جاتیں جن میں اللہ کا نام کثرت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ اور اللہ اُن کی ضرور مدد کرتا ہے جو (اُس کے دین کے قیام وغلبہ میں) اُس کی مدد کرتے ہیں، یقیناً اللہ بہت طاقتور اور زبردست ہے۔" (سورۃ الحج-40)

ہم اس تاریخی حقیقت سے بھی واقف ہیں کہ ظہور اسلام کے وقت ایک ہی شہر (مدینہ) میں آباد یہود کے تین قبائل بھی باہم متحد ہوکر مسلمانوں کے مقابلہ میں نہ آسکے تھے بلکہ ایک ایک کرکے اہل ایمان کے رستے سے ہٹتے چلے گئے تھے۔ اسی طرح غزوۂ احزاب کے موقع پر اہل ایمان کے خلاف سرزمین عرب میں بننے والا عظیم جنگی اتحاد بالآخر بکھر کر رہ گیا تھا۔ اس جنگ کے لئے شہ دلانے میں اگرچہ یہود مدینہ پیش پیش تھے مگر مدینہ کے محاصرہ کے دوران وہ مشرکین مکہ کی کوئی خاص مدد کرسکے تھے اور نہ ہی مسلمانوں کو کوئی خاص نقصان پہنچانے میں کامیاب ہوئے تھے۔ اسی طرح منافقین مدینہ بھی یہود و مشرکین کے ساتھ اپنی دلی ہمدردیوں کے باوجود اہل ایمان کے خلاف کھل کر سامنے نہ آسکے تھے۔ چونکہ افغانستان پر حملہ کے لئے قائم کیے جنگی اتحاد کی غزوۂ احزاب کے جنگی اتحاد سے بہت مماثلت دکھائی دیتی ہے، لہٰذا بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ نائن الیون کے واقعہ کی آڑ میں دنیا بھر کی اسلامی جہادی قوتوں کی سرکوبی کے لئے قائم کیا گیا عالمی جنگی اتحاد بھی ان شاء اللہ جلد پارہ پارہ ہوکر رہے گا۔ امریکا، برطانیہ، اسرائیل، بھارت، روس اور چین وغیرہ تمام ممالک اگرچہ جہادی قوتوں سے خائف ہیں اور انہیں بزور قوت کچل دینے کے ایجنڈا پر متفق ہیں، تاہم اُن سب قوتوں کے اپنے اپنے مفادات اور اپنا اپنا ایجنڈا بھی ہے۔ ان میں سے کوئی بھی اپنے مفادات کا سودا کرنے، دوسروں پر کامل اعتماد کرنے اور انہیں فری ہینڈ دینے کے لئے تیار نہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ بالآخر اس اتحاد کے خاتمے کی شکل میں سامنے آئے گا۔

نائن الیون کی سازش کا اصل مقصد امریکا اور عالم اسلام کو باہم ٹکرانا تھا جو کما حقہ پورا نہیں ہوسکا ہے۔ روس، اسرائیل اور بھارت وغیرہ کی شدید خواہش کے باوجود امریکا نے اپنی بعض مصلحتوں ومجبوریوں کے پیش نظر عالم اسلام کے دو اہم ترین ممالک پاکستان اور سعودی عرب کے ساتھ براہ راست تصادم سے گریز کی روش اختیار کیے رکھی ہے۔ اب موجودہ صدر بارک اوبامہ نے تو مسلم دنیا کے ساتھ مفاہمت کو اپنی پالیسی کا جزو لازم بنا لیا ہے جس سے یقیناً اسرائیل، بھارت اور روس وغیرہ کو مایوسی ہی ہوئی ہوگی۔

دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ روس، چین، بھارت، پاکستان اور ایران وغیرہ میں سے کوئی بھی ملک امریکا کا سچا خیر خواہ ہوسکتا ہے اور نہ ہی اس خطہ میں مستقل امریکی قیام کا متحمل ہوسکتا ہے۔ یہ تمام ممالک اگرچہ طالبان کی اسلامی حکومت کے خاتمہ پر متفق تھے اور مستقبل میں بھی طالبان کو دوبارہ برسر اقتدار نہ آنے دینے کے مشترکہ ایجنڈا پر یکسو ہیں تاہم امریکا کو اس خطہ سے نکال باہر کرنے اور اسے زوال کا شکار بنانے کے لئے افغانستان کے ہمسایہ سبھی ممالک کے لئے مجاہدین آزادی ایک "اثاثے" کی حیثیت رکھتے ہیں۔

روس کی تو یہ دلی خواہش ہوگی کہ افغانستان میں امریکا کا بالکل وہی حشر ہو جس کا اُسے خود اس سرزمین پر سامنا کرنا پڑا تھا۔ ایسی اطلاعات بھی موجود ہیں جن کے مطابق بعض افغان جہادی گروپوں کو روس کی طرف سے خفیہ امداد فراہم کی جارہی ہے۔ یقیناً روس وسطی ایشیا کے قدرتی وسائل کو امریکا کے مکمل تصرف واختیار میں دینے کی غلطی بھی نہیں کرسکتا۔

سنکیانگ کے مسئلہ کی وجہ سے چینی حکومت اگرچہ اسلامی جہادی قوتوں کے متعلق پریشانی اور تحفظات کا شکار ہے، تاہم اس خطے میں امریکی وبھارتی اثر ورسوخ کو محدود رکھنے کے لئے مجاہدین کی اہمیت اور کردار سے صرف نظر کرنا اس کے لئے بھی ممکن نہیں۔ چین کا بھی بعض مجاہد گروپوں کو سپورٹ کرنا عین ممکن ہے جیسا کہ ایسی اطلاعات بھی آتی رہی ہیں۔

ایران نے اگرچہ طالبان کے ساتھ اپنے اختلافات کی بناء پر افغانستان پر امریکی جارحیت کی خاموش تائید کی تھی، تاہم امریکا اور ایران کے مابین جاری طویل محاذ آرائی کا فطری تقاضا بھی ہے کہ وہ اس خطہ میں مستقل امریکی قیام کو روکنے کے لئے مسلح افغان جنگجوؤں میں سے اپنے منظور نظر گروہوں کی مدد کرے جیسا کہ اُس پر اس کا الزام لگتا بھی رہا ہے۔

نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکا کے اہم ترین اتحادی، پاکستان پر تو یہ الزام تواتر کے ساتھ لگایا جارہا ہے کہ آئی ایس آئی اندرون خانہ افغان مجاہدین کی مدد کررہی ہے۔ پاکستان کے حکمران اپنے بعض قومی مفادات اور مصلحتوں کی بناء پر جہادی عناصر کے خلاف فیصلہ کن کارروائی سے گریز کرتے رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں دونوں ممالک کے مابین اعتماد کا شدید فقدان پیدا ہوچکا ہے۔ قوی امکان بھی ہے کہ سوات کے بعد وزیرستان میں شروع کیا جانے والا آپریشن بھی امریکیوں کو مطمئن کرنے میں ناکام رہے گا۔

جہاں تک بھارت کا تعلق ہے تو اُس کی تاریخ شاہد ہے کہ وہ ایک ناقابل اعتبار اتحادی ہے، جس کا مشاہدہ سرد جنگ کے دوران امریکیوں کو خوب ہو چکا ہے۔ افغانستان اور پاکستان کے حوالے سے بھارتی حکمت عملی وعزائم سے امریکیوں کا صد فی صد متفق ہونا ممکن نہیں۔ متعدد مواقع پر ثابت ہو چکا ہے کہ امریکا بھارت کو فری ہینڈ دینے پر ہرگز تیار نہیں ہے۔

دوسری طرف ڈالر اور یورو کے مابین جاری مسابقت وکشاکش بھی اس بات کی مظہر ومتقاضی ہے کہ یورپی یونین بھی عالمی امریکی بالادستی کے خاتمہ کی خواہاں اور اس کے لئے عملی طور پر کوشاں ہو۔ اس حوالے سے

امریکی ایلچی رچرڈ ہالبروک کا یہ بیان خاصا چشم کشا اور معنی خیز ہے کہ طالبان اور القاعدہ مجاہدین کو یورپی ممالک سے مدد مل رہی ہے۔

باقی جہاں تک عالمی معاشی نظام کو کنٹرول کرنے والے یہودی ساہوکاروں کا تعلق ہے، جو نائن الیون کی سازش کے اصل ماسٹر مائنڈ ہیں تو اُن کے مابین بھی گہرے اختلافات و تضادات پائے جاتے ہیں۔ اُن میں سے کوئی گروہ گریٹر اسرائیل کی صورت میں ایک خالص صیہونی مذہبی ریاست کے قیام کا متمنی ہے، کوئی دوسری اقوام کے ساتھ بقائے باہمی کے اصول کے تحت تعلقات کا خواہاں ہے اور کوئی مستقبل کے عظیم دجالی فتنہ کی پیش بندی میں مصروف ہے۔

پس ثابت ہوا کہ اسلام کے خلاف بظاہر متحد نظر آنے والی کفریہ قوتوں کے مابین گہرے اختلافات و تضادات پائے جاتے ہیں، جن میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ تاہم اب وہ وقت زیادہ دور دکھائی نہیں دیتا جب مجاہدین اسلام کے لئے اللہ کی نصرت کا ظہور ہوا چاہتا ہے۔ غزوۂ احزاب کے آخری دنوں میں آنے والی شدید آندھی نے کفار کے لئے ایک عذاب اور اہل ایمان کے لئے نصرت الٰہی کا کام دیا تھا۔ دورِ حاضر کی طاغوتی قوتوں کے متحدہ محاذ کے خلاف برسرِ پیکار مجاہدین کے لئے اس نصرت کا ظہور کب اور کس صورت میں ہوگا؟ اس کا بالکل صحیح علم تو ذاتِ باری تعالیٰ کے پاس ہے تاہم قرآن وسنت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت خاص کا ظہور اُس وقت ہوتا ہے

(1) جب مجاہدین اسلام اپنی ممکنہ حد تک استقامت و ثابت قدمی کا مظاہرہ کر چکے ہوتے ہیں جیسا کہ درج ذیل آیات باری تعالیٰ سے معلوم ہوتا ہے:

> "(اے ایمان والو!) کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ (یونہی) جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ تمہیں ابھی اُن لوگوں کے سے احوال پیش نہیں آئے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ اُنہیں بھی تنگ دستی، مصائب اور آلام پہنچے اور وہ ڈول کر رہ گئے حتیٰ کہ (اللہ کا) رسول اور وہ لوگ جو اُس کے ساتھ ایمان لائے تھے، پکار اُٹھے اللہ کی نصرت کب آئے گی؟ (جواب دیا گیا کہ) آگاہ ہو جاؤ! اللہ کی مدد آیا ہی چاہتی ہے۔" (البقرۃ:214)

(2) جب اُمت مسلمہ کے اندر پائے جانے والے منافقین کا چہرہ اچھی طرح بے نقاب ہو چکا ہو۔ درحقیقت یہ اللہ کا ایک مستقل ضابطہ و قانون رہا ہے کہ وہ مختلف مواقع پر اہل ایمان اور منافقین کے درمیان تفریق و امتیاز کے لیے سازگار حالات و اسباب پیدا کرتا رہتا ہے، تاکہ نہ صرف اہل ایمان کی ثابت قدمی کا پتہ چل سکے بلکہ منافقین کے نفاق کا پردہ بھی چاک ہو سکے جیسا کہ درج ذیل آیات قرآنی سے معلوم ہوتا ہے:

> "کیا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ وہ (محض) یہ کہہ دینے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور اُنہیں فتنے میں نہیں ڈالا جائے گا؟ اور یقیناً ہم نے اُن لوگوں کو بھی جو اُن سے پہلے تھے، فتنے میں ڈالا تھا۔ پس اللہ ضرور دیکھ کر رہے گا اُن لوگوں کو جو (ایمان کے) سچے ہیں اور وہ ضرور دیکھ کر رہے گا اُن لوگوں کو جو جھوٹے ہیں۔" (العنکبوت 3-2)

"فتنہ" کا مطلب جانچ اور پرکھ کرنے والی کسوٹی ہوتا ہے اور لوگوں کو فتنے میں ڈالنے کا اصل مقصد اُن کے مابین واضح تفریق و امتیاز (polarization) کرنا ہی ہوتا ہے۔

پولارائزیشن کے متعلق یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ یہ کبھی بھی کامل و اکمل نہیں ہوا کرتی۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایمان اور منافقین کے مابین حتمی تفریق و امتیاز قیامت سے قبل دابۃ الارض کے خروج کے موقع پر ہی ہو سکے گا، تاہم تاریخ کے مختلف مواقع پر یہ تفریق کسی نہ کسی حد تک ظاہر ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ اگر ایک طرف مجاہدین اسلام اپنی استقامت کا ثبوت پیش کر چکے ہیں تو دوسری طرف منافقین اسلام کے نفاق کا پردہ بھی کافی حد تک چاک ہو چکا ہے۔

جہاں تک امریکا کا تعلق ہے تو اُسے خوب معلوم ہو چکا ہے کہ دنیا میں اس کا کوئی حقیقی خیر خواہ نہیں بلکہ دنیا کی تمام قوتیں افغانستان کی دلدل میں دھنسا کر اُس کے زوال کی منتظر ہیں۔ وہ یہاں سے باعزت واپسی کا رستہ ڈھونڈ رہا ہے، تاہم اپنے مفادات کی حفاظت یقینی بنانے کے لئے جاتے جاتے وہ یہاں اپنے فوجی اڈے قائم کر لینا چاہتا ہے، تاکہ اس خطے بالخصوص افغانستان اور پاکستان کے حکمرانوں کو نکیل ڈال سکے۔ اعتدال پسند طالبان کے ساتھ مفاہمت و مذاکرات کے نام پر مجاہدین کو آپس میں لڑوانے کی سازشیں بھی ایک بار پھر اپنے عروج پر ہیں، تاہم اُمید واثق ہے کہ اس بار Af-Pak کی جہادی قوتیں کسی جھانسے میں نہیں آئیں گی، کیونکہ مومنوں کو ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جا سکتا۔

غزوۂ احزاب کے بالکل آخری مرحلہ پر زوردار آندھی چلنے کے واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نصرت الٰہی کا ایک اہم مقصد گرتی ہوئی دیوار کو آخری دھکا دینا بھی ہوا کرتا ہے۔

سانحۂ کربلا
قیمت 25 روپے
حضرت حسین ؓ کی عزیمت وعظمت کی صحیح تصویر
اور
شہیدِ مظلوم ؓ
قیمت 30 روپے
حضرت عثمان ؓ کے مناقب اور آپؓ کی مظلومانہ
شہادت کے بیان پر جامع تالیف
بانیٔ تنظیم اسلامی
ڈاکٹر اسرار احمد
کی دو جامع اور مختصر مگر عام فہم اور محققانہ تاریخی کتابوں
کا مطالعہ کیجئے
دونوں کتابوں کے سیٹ کی مجموعی قیمت اشاعت خاص: 50 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)
مکتبہ خدام القرآن لاہور
36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 3-35869501 e-mail:maktaba@tanzeem.org

> اقامت دین کی خواہش رکھنے والوں کو آج انتہا پسند اور جنونی کے القابات دیئے جا رہے ہیں
>
> محلے کے بزرگ کے حکم پر زندگی کا پہلا درس دینے کی سعادت حاصل کی
>
> تنظیمی بھائی اور بہنیں پورے طور پر تنظیمی نظم سے جڑ کر اپنی تدریسی صلاحیتوں کو نکھاریں،
>
> تاکہ بہتر طور پر حلقہ جات قرآنی قائم ہو سکیں

حلقہ کراچی شمالی کے ناظم دعوت

جناب عامر خان سے انٹرویو

ملاقات: محمد سمیع

برادرم عامر خان ہمارے نوجوان مقررین میں سے ایک ہیں۔ نقابت سے لے کر تنظیم اسلامی کورنگی کی امارت تک کی ذمہ داری کے فرائض تک انجام دے چکے ہیں اور اب وہ حلقہ کراچی شمالی کے ناظم دعوت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں ندائے خلافت کے لیے اُن سے انٹرویو کیا گیا جس میں انہوں دورۂ ترجمہ قرآن پروگرام کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کیے۔ یہ انٹرویو ہدیہ قارئین ہے۔ (محمد سمیع)

س برادرم عامر خان! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر قارئین کو اپنے تاثرات سے آگاہ کرنے کے لئے تشریف لائے۔ سب سے پہلے ہم آپ کی زندگی کے ابتدائی دور کے حالات کے بارے میں کچھ جاننا چاہیں گے۔

ج الحمدللہ! سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، جس نے مجھے اسلام کی دولت عطا کی۔ جب میں اپنی زندگی کے ابتدائی حالات پر نظر ڈالتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ مجھ پر اللہ رب العزت کا خصوصی فضل ہوا ہے، کیونکہ زندگی کے ابتدائی دنوں میں کرکٹ کا جنون سر پر سوار تھا۔ صبح سے شام تک کا وقت صرف کھیل کود میں ضائع ہوا کرتا تھا۔ پھر حسن اتفاق سے میری کرکٹ ٹیم ہی کا ایک دوست ظفر نیاز (مرحوم) دین کی طرف راغب ہوا اور اس نے اپنے گھر میں درس قرآن کا آغاز کیا، جس کی برکت سے اللہ پاک نے مجھے بھی دین کی طرف راہنمائی عطا فرمائی۔ اس حوالے سے میں خاص طور انجینئر نوید احمد اور افتخار عالم صاحبان کا خصوصی احسان مند ہوں کہ ان کی ذاتی توجہ اور محبت کے طفیل میں دین کی طرف مائل ہوا۔

س کیا آپ کے گھر میں دینی رجحان تھا؟

ج گھر کے ماحول میں بڑی آزادی تھی چاہیں تو ہم مذہبی رسومات میں خوب حصہ لیں یا کھیل کود میں مشغول ہوں، کوئی روک ٹوک نہیں تھی، البتہ کسی حد تک نماز روزے کی پابندی ہوا کرتی تھی۔

س دورۂ ترجمہ قرآن میں مترجم کا فریضہ انجام دینے کا جذبہ کب پیدا ہوا اور اس کے لئے آپ کو کن تعلیمی مراحل سے گزرنا پڑا؟

ج میں نے تنظیم میں 1993ء میں شمولیت اختیار کی۔ اس کے بعد ایک سالہ قرآن فہمی کورس مکمل کیا اور پھر بتدریج درس قرآن دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ درس کے آغاز کا واقعہ بھی بڑا دلچسپ ہے۔ اپنے علاقے لانڈھی میں ہم نے ایک درس قرآن کا آغاز کیا۔ بھائی ریاض الاسلام فاروقی مرحوم جو میرے بچپن کا دوست تھے کے گھر محفل ہوتی تھی۔ لوگوں کو دعوت دے کر جمع کیا گیا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو مدرس صاحب کا فون آیا کہ وہ آج درس دینے نہیں آسکیں گے۔ اس پر ہمارے محلے کے ایک بزرگ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے درس قرآن دینے کا حکم دیا۔ یوں ان کے حکم کی تعمیل میں میں نے زندگی کا پہلا درس قرآن دینے کی سعادت حاصل کی۔ رہی مترجم کا فریضہ انجام دینے کی بات، تو اس کا آغاز 1995ء میں ہوا۔ تب سے اب تک میں رمضان المبارک کے دوران بفضلہ تعالیٰ 11 مرتبہ دورۂ ترجمہ قرآن کرانے کی سعادت حاصل کر چکا ہوں۔

س دعوت رجوع الی القرآن کی اس تحریک سے وابستگی کے بعد سے اب تک آپ کو اپنی زندگی میں کیا نمایاں تبدیلیاں محسوس ہوئیں۔

ج میں تو یوں کہوں گا کہ سب کچھ ہی بدل گیا۔ زندگی کی حقیقت اور مقصدیت سمجھ میں آگئی اور فرائض کی ادائیگی کا شعور پیدا ہوا۔ مجھ پر نبی اکرم ﷺ کی زندگی کا مشن واضح ہوا۔ پھر حضور ﷺ سے تعلق کی بنیادیں واضح ہونے کے بعد میری زندگی کا مقصد نبی اکرم ﷺ کا مشن پورا کرنا بن گیا۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ اسی مقصد کے حصول کی خاطر جدوجہد کرنے اور اس راہ میں اپنی جان قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

س دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگراموں میں اضافے کے بارے میں آپ کیا تجاویز پیش کرنا چاہیں گے؟

ج سب سے پہلے تو میں اپنے تنظیمی بھائیوں اور بہنوں سے یہ درخواست کروں گا کہ اپنی حیثیت اور ذمہ داریوں کا احساس کریں اور اپنی بہترین صلاحیتیں اس بہترین کام میں کھپا دیں۔ ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس میں ضرور شریک ہوں۔ پھر پورے جذبے اور منصوبہ بندی کے ساتھ اللہ کے پیغام کو اس کے بندوں تک پہنچانے کے اس عظیم ترین مشن میں لگ جائیں۔

یہ بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگا دو، ڈر کیسا؟
گر جیت گئے تو کیا کہنا، ہارے بھی تو بازی مات نہیں

تنظیمی نظم میں جڑ کر اپنی تدریسی صلاحیتوں کو نکھاریں، تاکہ بہتر طور پر حلقہ جات قرآنی قائم ہو سکیں، جو آہستہ آہستہ رمضان میں دورہ ترجمہ قرآن کی شکل اختیار کر لیں۔

س دورۂ ترجمہ کے شرکاء سے ملاقاتوں کے حوالے سے کوئی ایک واقعہ بیان کریں جو ناقابل فراموش ہو؟

ج ایسا خاص واقعہ تو کوئی نہیں۔ البتہ یہ واضح ہے کہ ایسے بہت سے نوجوان میں نے دیکھے ہیں کہ دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگراموں نے جن کی زندگیوں میں تبدیلی کی۔ یہ چیز میرے لئے بہت حوصلہ افزا ثابت ہوتی ہے۔

س آخر میں آپ قارئین کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

ج بھائی، پیغام تو اللہ پاک نے دیا ہے۔ سورۃ المائدہ میں اللہ پاک فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ

الیک من ربک﴾ اس حوالے میں قارئین سے بھی یہی گزارش کروں گا کہ وہ بھی اس عظیم ترین مشن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، تا کہ غلبۂ دین کی منزل سر کی جاسکے، اور تمام انسانیت تک اللہ کا پیغام پہنچانا آسان ہوسکے، اور وہ منظر طلوع ہو جس کی بشارت علامہ اقبال نے یوں دی ہے۔

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیغام سجود
پھر جبیں خاک حرم سے آشنا ہو جائے گی
آنکھ جو کچھ دیکھتی لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ جہاں معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

ہمیں اپنے مشن سے جنون کی حد تک لگاؤ ہونا چاہیے۔ یہ بات بھی واضح کردوں کہ جنون خواہ کرکٹ کا ہو یا دین کی دعوت واقامت کا، یہ ایک پسندیدہ شے ہے، بشرطیکہ اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے، ورنہ جس قسم کے حالات وطن عزیز میں درپیش ہیں، اس کے نتیجے میں دین کی اقامت کی خواہش رکھنے والوں کو انتہا پسند، جنونی اور پتہ نہیں کن کن القابات سے نوازا جا رہا ہے۔ یہ سب اس وجہ سے ہے کہ ایک اعلیٰ مقصد کی خواہش رکھنے والوں نے اعتدال کا راستہ ترک کر دیا۔ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ان کو اعتدال کا راستہ ترک کرنے پر مجبور کر دیا گیا، لیکن رحمت اللعالمین ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے ہمیں ہر حال میں اعتدال پر قائم رہنے کی رہنمائی ملتی ہے۔ اگر مکی دور میں کفار و مشرکین کے ظلم و ستم کے نتیجے میں مومنین صادقین نے بھی وہی روش اختیار کی ہوتی جو دین کی اقامت کی خواہش رکھنے والوں نے آج اختیار کر رکھی ہے تو دنیا کو وہ نقشہ نہ ہوتا جو فتح مکہ سے لے کر دور خلافت راشدہ تک ہمیں نظر آتا ہے۔ اگر ہم دین کی اقامت کا وہی راستہ اختیار کریں گے جو نبی کریم نے اختیار کیا تو ہمیں کامیابی حاصل ہوگی، وگرنہ تو ہم اسی طرح اغیار کی سازشوں کا شکار ہوتے رہیں گے۔ الحمد للہ، تنظیم اسلامی نے اسی راستہ کو اختیار کر رکھا ہے۔ دعا ہے کہ ہم نبوی طریقہ کار پر گامزن رہتے ہوئے اس جدوجہد کو آگے بڑھاتے رہیں، تا آں کہ وہ صبح انقلاب نمودار ہو جس کے بعد کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ع میں نہیں مانتا، ایسے دستور کو، صبح بے نور کو...... کیونکہ وہ صبح بے نور نہیں بلکہ پرنور ہوگی۔ ان شاء اللہ العزیز۔ سبحٰنک اللھم و بحمدک و نشھد ان لا الٰہ الا انت نستغفرک و نتوب الیک۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عہدِ طفولیت اور کہولت میں کلام کرنے کا معجزہ

حافظ محمد مشتاق ربانی

بچہ آہستہ آہستہ بولنا سیکھتا ہے۔ پہلے ایسے ہی آوازیں نکالتا ہے۔ پھر وہ کچھ مہینوں کے بعد ٹوٹے ہوئے مفرد الفاظ بولتا ہے مثلاً دودھ کو وہ "دودو" کہتا ہے۔ اس عمر میں وہ جو الفاظ بولتا ہے اسے صرف اس کی ماں ہی سمجھ پاتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ وہ جملے بنانا سیکھ جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی چند دنوں کا بچہ بولنا شروع کر دے تو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ کی اس نشانی اور معجزے کا ظہور ہوا۔ حضرت عیسیٰ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے: ﴿وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا﴾ (آل عمران:46) "وہ لوگوں سے گہوارے میں بھی کلام کریں گے اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی"۔ سورۃ المائدہ، آیت 110 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ﴿یُکَلِّمُ﴾ کی بجائے ﴿تُکَلِّمُ﴾ یعنی واحد مذکر حاضر کا صیغہ وارد ہوا ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کے ہاں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو سوچنے لگیں کہ میری قوم کے لوگ اگرچہ میری پاکدامنی کے بارے میں جانتے ہیں، لیکن وہ کس طرح یقین کریں گے کہ ایک کنواری عورت سے بچہ پیدا ہوسکتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی راہنمائی فرمائی کہ جب تم اپنی قوم کے پاس جاؤ اور لوگ تم سے اس بچے کے بارے میں پوچھیں کہ یہ کیا معاملہ ہے تو انہیں اشارے سے بتاؤ کہ میں روزے سے ہوں، اس لیے آج کسی سے بات نہیں کر سکتی (بنی اسرائیل کے ہاں روزہ میں خاموشی بھی داخل عبادت تھی) تم نے جو کچھ پوچھنا ہے وہ اس بچے سے پوچھ لو۔ جب حضرت مریم علیہا السلام نے لوگوں سے یہ بات کہی تو وہ کہنے لگے: ﴿کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا﴾ (مریم:29) "ہم اس سے کیا بات کریں جو گہوارے میں پڑا ہوا، ایک بچہ ہے۔" اسی اثنا میں جبکہ حضرت مریم علیہا السلام اور ان کی قوم کے مابین یہ بات چیت ہو رہی تھی کہ "وہ (بچہ) بول پڑا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور نبی بنایا ہے اور اُس نے مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں کہیں بھی ہوں۔ اور اسی نے مجھے حکم دیا ہے نماز ادا کرنے کا اور زکوٰۃ دینے کا جب تک میں زندہ ہوں۔ اور اُس نے مجھے اپنی والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے اور مجھے جابر (اور) بدبخت نہیں بنایا۔ اور سلامتی ہو مجھ پر جس روز میں پیدا ہوا اور جس دن میں فوت ہوں گا اور جس دن مجھے زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا۔ یہ مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ ہیں۔ (اور یہ) سچی بات ہے جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ اللہ کو سزاوار نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے، وہ پاک ہے۔ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کو یہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے تو اُسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے"۔

(سورۂ مریم: آیات 30 تا 36)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو گفتگو کی وہ نہایت فصیح و بلیغ تھی۔ صرف ایسا نہیں کہ ایک لفظ بولا اور لوگ معجزہ سمجھ کر خاموش ہوگئے بلکہ آپؑ نے نہایت جامع و مانع گفتگو کی، جس سے حضرت مریم علیہا السلام کی قوم کے لوگ حیران و ششدر رہ گئے اور ان کو یقین ہو گیا کہ حضرت مریم علیہا السلام کا دامن بالکل پاک ہے اور یقیناً اس بچہ کی پیدائش ایک معجزہ ہے۔

شیر خوار بچے کا بات کرنا تو فی الواقع ایک معجزہ ہے، لیکن کہولت میں ہر کوئی بات کرتا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کہولت میں بات کرنا کیسے معجزہ ہوگیا؟ اس سوال کا جواب دینے سے قبل ضروری ہے کہ لفظ کَھْلًا (کہولت) کے بارے میں دو باتیں جان لیں۔ پہلی بات یہ

> حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد صلیب کو توڑ دیں گے جس سے عیسائیت اپنا وجود کھو بیٹھے گی۔ صلیب توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا دراصل عملاً اسلام کی حقانیت کا اعلان ہوگا

ہے کہ یہ لفظ قرآن حکیم میں صرف دو مرتبہ استعمال ہوا ہے اور دونوں مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں استعمال ہوا ہے۔ دوسرے یہ کہ کہولت سے انسانی زندگی کا کون سا دور ہے، اس بارے میں مختلف آراء ہیں۔ ابن الاثیر کے نزدیک یہ تیس سے چالیس سال کی عمر کا دور ہے۔ الصحاح میں ہے کہ مرد جب تیس سال سے تجاوز کر جائیں تو یہ کہولت کے دور کا آغاز ہو جاتا ہے۔ ابو منصور کہتے ہیں: اذا بلغ الخمسین فانہ یقال لہ کھل یعنی ”آدمی جب پچاس کا ہو جائے تو اس آدمی کو ”کہل“ کہتے ہیں۔“ محمد بن یعقوب فیروز آبادی کی ”القاموس المحیط“ کے مطابق اس سے مراد تیس یا چونتیس سال سے اکاون سال کی عمر تک کا دور ہے۔ ”لسان العرب“ میں ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ تینتیس سے پچاس سال کی عمر کا دور ہے۔ ان تمام آراء پر اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ کہولت کا آغاز تیس یا تینتیس سال سے شروع ہو کر عمر کے پچاسویں سال تک رہتا ہے۔ اس دور میں انسان کی رائے میں پختگی پیدا ہو جاتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں کہولت کا دور آیا ہی نہیں ہے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عنفوانِ شباب میں ہی آسمان پر اُٹھا لیے گئے۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی (شقی) اور غلام احمد پرویز کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ادھیڑ عمر تک لوگوں میں رہے اور ان سے باتیں کرتے رہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ پھر ”کہل“ میں بات کرنا کیسے ایک انوکھی بات ہو سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کہولت میں بات کرنا اس لیے خلاف عادت اور معجزہ ہے کہ اُن کا دوبارہ نزول ہوگا اور نزولِ ثانی میں وہ کہولت کی عمر کو پہنچیں گے۔ ہمارے نزولِ مسیح کے اس اعتقاد کو لغت سے بھی تائید حاصل ہے، لیکن لغت سے بھی بڑھ کر ہم الصادق والمصدوق نبی کریم ﷺ کی فرمائی ہوئی باتوں پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے۔ جس سے لفظ (کہلاً) کی بھی حقیقی وضاحت ہو رہی ہے۔ اصل میں ہوا یوں کہ ایک جھوٹے الزام میں یہودیوں نے اپنی حد تک ایک رومی عدالت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی کی سزا دلوا دی، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں سزائے موت سے بچا لیا۔ قرآن حکیم میں ہے: ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ (النساء:157) ”فی الواقع انہوں نے نہ اُن کو قتل کیا نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لیے مشتبہ کر دیا۔“ مزید فرمایا: ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ (النساء:158) ”بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اُٹھا لیا۔“

اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ قربِ قیامت کو ان کا نزول فرمائے گا، جس کی طرف (کہلاً) لفظ واضح دلالت کر رہا ہے۔ تفسیر مظہری میں الحسین بن فضل البجلی کا قول نقل ہے کہ وہ کہلاً سے ”بعد نزولہ من السماء“ (آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد) کا عرصہ مراد لیتے ہیں۔ تفسیر درمنثور تفسیر ابن جریر میں اللہ کے تعالیٰ کے ارشاد (الیکم الناس فی المھد و کھلہ) کی تفسیر میں ابن جریر کا قول نقل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام لوگوں سے گہوارے میں تو باتیں کر چکے ہیں اور جب (دوبارہ نازل ہو کر) دجال کو قتل کریں گے، اس وقت بھی لوگوں سے باتیں کریں گے۔ اس وقت وہ کہولت کی عمر میں ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حضرت مہدی کے ظہور اور دجال کے خروج کے بعد ہوگا۔ وہ دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس اُتریں گے جہاں حضرت مہدی اور اُن کے ساتھیوں کا ٹھکانا ہوگا، اور نزول کے بعد دجال کو قتل کریں گے۔ وہ دراصل قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے: ﴿اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ (الزخرف:61) ”اور وہ (حضرت عیسیٰ) قیامت کی ایک علامت ہیں“۔

آپ شاید سوچتے ہوں گے کہ سب نبیوں میں سے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہ السلام کے نزول میں کیا راز ہے۔ اصل میں ان کے نزول سے مقصود یہودیوں اور عیسائیوں کے جھوٹ اور ان کے باطل عقائد کی تردید ہے۔ یہودی یہ سمجھتے ہیں کہ جو عیسیٰ آئے ہیں، وہ معاذ اللہ جھوٹے تھے اور ان کو قتل کر دیا گیا ہے۔ نزولِ مسیح سے اللہ تعالیٰ ان کے جھوٹ کا پردہ چاک کرے گا اور بتائے گا کہ وہ قتل نہیں ہوئے، اور یہودیوں کو رسول برحق کی دعوت کے انکار اور کھلم کھلا مخالفت کی پاداش میں دنیا میں بھی عذاب سے دوچار کرے گا۔ اسی طرح عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ابن اللہ ہیں یا تثلیث کا ایک جزو ہیں۔ ان کے نزول سے عیسائیوں کے عقیدے کی بھی تردید اور ان کی بشریت اور ان کے مسلمان ہونے کا اعلان ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد صلیب کو توڑ دیں گے جس سے عیسائیت اپنا وجود کھو بیٹھے گی۔ صلیب توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا دراصل ان کا عملاً اسلام کی حقانیت کا اعلان ہوگا اور ویسے بھی وہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی زندگی کے ہر دور میں ﴿اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء:91) (یعنی) ”ہر زمانے کے تمام لوگوں کے لیے ایک نشانی“ ہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے ایک ”کلمۃ“ (آل عمران:49) ہیں، جنہوں نے نوزائیدگی میں یہ کہہ کر کہ ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ﴾ (مریم:36) ”بے شک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے۔ پس اُسی کی عبادت کرو“ اسلام کی دعوت دی اور جب وہ قربِ قیامت کو تشریف لائیں گے تو اپنی کہولت کی عمر میں بھی عملی اور زبانی طور پر توحید، آنجناب ﷺ کی رسالت، اور اسلام کی سچائی کا اعلان کریں گے۔

ضرورت رشتہ

لاہور میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم ایم اے عربی کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رجوع کریں۔ برائے رابطہ: 0322-8711159

دعائے مغفرت کی اپیل

- تنظیم اسلامی لاہور شرقی کے رفیق انور علی وفات پا گئے
- پشاور غربی کے ملتزم رفیق فیاض احمد کی والدہ وفات پا گئیں
- حلقہ کراچی جنوبی کے رفیق نیر کاظمی، اظفر کاظمی کی والدہ کا انتقال ہو گیا

قارئین اور رفقاءِ تنظیم سے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

دہشت گرد کون؟

محمد طیب سنگھانوی

عصر حاضر میں بلا شبہ عالمی میڈیا کی شہ سرخی ''دہشت گردی'' ہے، جس کے خلاف مغرب نے پچھلے آٹھ سال سے اعلانِ جنگ کر رکھا ہے اور اس جنگ میں پاکستان سمیت دنیا کے کئی دیگر ممالک بھی مغرب کے ساتھ شامل ہو چکے ہیں۔ دہشت گردی کی جو تشریح مغرب کرتا ہے وہ واضح نہیں ہے کہ وہ لوگ جنہیں خود مغرب والوں نے بنایا تھا اور ماضی میں ہیرو قرار دیا تھا، اب جب وہ امریکی قبضے کے خلاف نبرد آزما ہیں تو ''دہشت گرد'' ہیں۔ وہ کبھی اس کو صلیبی جنگوں کا نام دیتے ہیں، کبھی ''تہذیبی ٹکراؤ'' کہتے ہیں اور کبھی مذہبی، کبھی سیاسی اور کبھی معاشی رنگ دے دیتے ہیں، مگر اس تعصب سے نکل نہیں پاتے۔ 9/11 کے بعد ٹوئن ٹاورز کی راکھ پر سابق عالمی چیمپئن باکسر محمد علی کو لے گئے اور تباہی دکھانے کے بعد اس سے سوال کیا کہ یہ سب کچھ تمہارے مذہب کے لوگوں نے کیا ہے، ان کے متعلق تمہارا کیا تاثر ہے؟ محمد علی نے نہایت اطمینان کے ساتھ لیکن فوراً جواب دیا، جس سے ان کے منہ پر تالے پڑ گئے۔ محمد علی نے کہا، ہٹلر تو تمہارے مذہب کا تھا، اس کے بارے میں تمہارا کیا تاثر ہے؟

دہشت گردی کی ابتدا کس نے کی اور بم دھماکوں کی بنیاد کس نے رکھی تھی؟ تاریخی اوراق پلٹیں تو 5 جون 1916ء کو انگریزوں کے بہروپیے ہیرو، لارنس آف عربیہ (جو آج بھی ہماری صفوں میں داخل ہیں) نے حجاز ریلوے کو بم دھماکوں سے اڑا کر مسلم امہ کا اتحاد پارہ پارہ کر دیا تھا۔ حجاز ریلوے مسلمان حاجیوں کو ترکی، شام، اردن سے ہوتے ہوئے مدینہ اور مکہ لے جاتی تھی جس کی تباہی سے اسلامی خلافت کا سورج غروب ہو گیا، اس کے بعد سے مغرب نے حجاز ریلوے کو نہیں بننے دیا اور وہ ہمیشہ سازشوں کا شکار رہی۔ خودکش حملوں کی ابتدا دوسری جنگ عظیم میں جاپانیوں نے پرل ہاربر پر حملے کے وقت کی جب انہوں نے جسم سے بم باندھ کر امریکی بحری جہازوں کی چمنیوں میں چھلانگیں لگائیں۔ دہشت گردی اصل میں سفید فام انسانوں کی دین ہے۔ گزشتہ صدیوں میں براعظم افریقہ کے ساحلوں پر جب کوئی گورا نظر آ جاتا تھا تو سب لوگ چھپ جاتے تھے کہ یہ گورا پکڑ کر ہمیں غلام بنا لے گا۔ برصغیر کے دیہاتوں میں ایک گورا سپاہی نظر آتا تھا تو تمام گاؤں والے بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ اسی کا نام دہشت گردی ہے۔ مغرب جب تک اپنی طرز فکر اور رویہ تبدیل نہیں کرتا تب تک دہشت گردی کا ختم ہونا مشکل ہے۔

کالمیر جانس کہتا ہے کہ ''امریکی افسران اور میڈیا عراق اور شمالی کوریا جیسی سرکش ریاستوں کے بارے میں بہت کچھ کہتے ہیں لیکن ہمیں خود اپنے آپ سے پوچھنا چاہیے کہ کہیں امریکا خود تو ایک سرکش سپر پاور نہیں بن گئی!''

1886ء میں تاریخ کا پہلا بم دھماکہ 1905ء میں گورنر استان برگ کا قتل، 1910ء میں لاس اینجلس ٹائمز بلڈنگ میں بم دھماکہ اس کی مثالیں ہیں۔ اس عرصے میں زار روس کے خلاف مارزوف کی سربراہی میں بننے والی تنظیم Noroda Naya Volv نے دہشت گردی کی بڑی کارروائیاں کیں۔ 1901ء میں بننے والی ایک اور روسی تنظیم Boevaya نے سرکاری وزراء کے قتل سمیت متعدد کارروائیاں کیں۔ 1901ء سے 1911ء تک اس تنظیم نے 200 سے زیادہ بڑی کارروائیاں کیں، جن میں روسی گورنروں اور بوسنگی، بگز والوچ، وزیر داخلہ لیف کے قتل سمیت اوپیرا ہاؤس پر حملہ بھی شامل ہے۔ 1890ء سے 1914ء تک یورپ میں بھی دہشت گردی عروج پر رہی۔ 1881ء میں بننے والی انارکسٹ انٹرنیشنل نے 1893ء میں فرانس کے رہائشی گھروں کو بم سے اڑا دیا۔

امریکا میں خود 130 تنظیموں نے دہشت گردی کی کارروائیاں کیں۔ ولیم بلم نے اپنی کتاب ''روگ اسٹیٹ'' اور نوم چومسکی نے اپنی کتاب میں امریکی دہشت گردی اور مختلف ممالک میں مداخلت کی 1889ء تا 2003ء تک مکمل فہرست پیش کی ہے، جسے پڑھنے کے بعد نوم چومسکی کے یہ الفاظ بالکل درست معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ''امریکا دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ملک ہے۔ امریکا اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا واحد رکن ہے، جس نے تنہا دو تہائی قراردادیں ویٹو کیں، باقی کا پچاس فیصد برطانیہ نے استعمال کیا''۔ گویا انہوں نے ہمیشہ دیگر اقوام سے طاقت کی زبان میں بات کی ہے، مساوات کی بنیاد پر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکی دہشت گردی کے جواب میں دنیا بھر میں دہشت گردی کی لہر چل پڑی ہے۔ بوسنیا، لبنان، افغانستان، کشمیر، فلسطین، عراق اور چیچنیا اور دنیا کے دیگر خطوں میں مسلمانوں کا لہو کتنا ارزاں ہے۔ بین الاقوامی دہشت گردی، فرقہ واریت اور اسلحہ کی دوڑ انتہا پسندی کی ہی قبیح شکلیں ہیں۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر انتہا پسندی کا رجحان لاقانونیت اور انارکی کا سبب بنتا ہے۔

مغربی دنیا نے 14 اگست 1914ء کو جنگ عظیم اوّل کا میدان گرم کیا جو بعد ازاں 1556 دنوں تک جاری رہی، جس میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد تقریباً 9 ملین، شدید زخمی ہونے والوں کی تعداد 22 ملین، اپاہج اور معذور ہو جانے والوں کی تعداد 25 ملین بتائی جاتی ہے۔ اس جنگ پر ہونے والے اخراجات سے عظیم، روس، امریکا، جرمنی، کینیڈا اور آسٹریلیا کے مکینوں کے لیے تمام آسائشوں اور لوازمات کے ساتھ ایک مکان بنایا جا سکتا تھا۔

جب کہ دوسری عالمی جنگ میں 35 ملین انسان ہلاک ہوئے، 20 ملین معذور ہوئے، (باقی صفحہ 16 پر)

> نوم چومسکی نے بجا طور پر یہ کہا ہے:
> ''امریکا دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ملک ہے۔ امریکا اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا واحد رکن ہے، جس نے تنہا دو تہائی قراردادیں ویٹو کیں، باقی کا پچاس فیصد برطانیہ نے استعمال کیا''

سویا ہوا ضمیر کب جاگے گا؟

خواجہ مظہر نواز صدیقی

کہاں گئے ......؟ کہاں گئے، وہ باکردار و باضمیر لوگ، غیور اور جرأت مند لوگ ......؟ جو اسلام پر مر مٹنے اور پاکستان کے لیے جانیں قربان کرنے والے تھے۔ اس ملک کے عوام کے مزاج اور رنگ ڈھنگ نرالے ہو گئے ہیں۔ یہ کیسا ملک ہے اور کیسے عوام اور اُن کا مزاج؟ سچ تو یہ ہے کہ یہاں کے عوام کا مزاج بہت حد تک بگڑ گیا ہے۔ ہمارے خیال میں عوامی نفسیات تباہی و بربادی کے دہانے پر کھڑی ہے۔ ایک طرف حکمرانوں نے عوام کو اُلجھا اور مہنگائی، بے روزگاری اور بدامنی میں دھنسا رکھا ہے، تو دوسری طرف قوم روتی نہیں، ہنستی ہے۔ غم نہیں کرتی، رقص میں محو ہو جاتی ہے۔ افسوس کی جگہ پر بھنگڑے ڈالتی اور دھمال کرتی ہے۔ کیا کہیں ہم میں سے اکثر کے ذہن مفلوج اور جسم اپاہج تو نہیں ہو گئے؟ اب دیکھئے کہ جمعۃ المبارک کو نماز جمعہ کے وقت پنڈی کی پریڈ لین مسجد میں خودکش حملہ ہوتا ہے۔ 50 سے زائد پاکستانی فوجی موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں اور سینکڑوں افراد زندگی بھر کی معذوری کو گلے لگا بیٹھتے ہیں۔ جمعۃ المبارک کی رات ملک بھر میں منعقد ہونے والی شادی بیاہ کی تقریبات میں آتش بازی کے مظاہرے، بینڈ باجوں کی دھنیں، گھوڑے ڈانس، لڈیاں اور بھنگڑے، ساز و آواز کی رنگ برنگی محفلیں بدستور جاری رہیں۔ ان تقریبات میں کسی چہرے پر رنج و غم نظر نہ آیا...... جبکہ پنڈی اور اسلام آباد کے لوگوں کے علاوہ درد دل رکھنے والے پاکستانی اداس دیکھے گئے۔ ہفتے کو جڑواں شہر ویران نظر آئے۔

ہفتے کو کراچی کی عدالت نے 13 سال بعد میر مرتضیٰ بھٹو قتل کیس کا فیصلہ سنایا۔ عدالت نے تمام اعلیٰ شخصیات کو جو مقدمے میں نامزد ملزمان تھے، بری کر دیا۔ فیصلہ سننے کے بعد شہید بھٹو کے کارکن سندھ بھر میں سڑکوں پر نکل آئے۔ حیدر آباد، نواب شاہ، لاڑکانہ، جیکب آباد اور دیگر شہروں میں ہنگاموں کے باعث کاروبار بند ہو گیا۔ ریلیاں نکالی گئیں۔ دھرنے دیئے گئے۔ نعرے بازی کی گئی اور ٹائر جلائے گئے، ہوائی فائرنگ ہوئی، پولیس سے جھڑپیں ہوئیں۔ اس فیصلے کو حکومت کی ناانصافی کہا گیا۔

ہفتے کو ہی پشاور کے ایک پلازے میں دھماکہ ہوتا ہے۔ وہی ہلاکتیں، پھر وہی زخمیوں کی تشویشناک حالت اور ہسپتالوں میں ایمرجنسی کا نفاذ، اسی روز جنوبی وزیرستان، اورکزئی ایجنسی میں آپریشن راہ نجات جاری رہتا ہے۔ ''شدت پسندوں'' کی ہلاکتوں اور اہلکاروں کے جاں بحق و متعدد کے زخمی ہونے کی خبریں آتی ہیں۔ جھڑپوں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کی بمباری سے ماحول پر خوف طاری رہتا ہے۔ اگلے روز اتوار کو کراچی سمیت پورے سندھ میں سندھی ٹوپی اور سندھی اجرک کا دن منایا گیا۔ سندھی ثقافت کے دن کو منانے والے ڈھول کی تھاپ پر والہانہ رقص کرتے ہیں۔ لڈیاں ڈالتے، ٹوپی اور اجرک کی شان میں قصیدے پڑھتے ہیں۔ ان دھماکوں، دھنوں اور بھنگڑوں میں وہ سانحہ راولپنڈی کو فراموش کر بیٹھتے ہیں۔

سندھی ٹوپی اور سندھی اجرک کا دن منانے والوں میں ایم کیو ایم، جئے سندھ، اے این پی اور سب سے بڑھ کر پاکستان پیپلز پارٹی کے سرکردہ قائدین شامل تھے۔ اتوار ہی کی رات ایک ٹی وی چینل کے لائیو پروگرام میں کراچی کے گلوکار عامر سلیم مہمان تھے۔ اس پروگرام کے میزبان کو راولپنڈی سے ایک کال آتی ہے کہ ہم لوگ سانحہ پنڈی سے غم زدہ ہیں۔ آئے روز کے دھماکوں نے ہماری خوشیاں چھین لی ہیں۔ چہرے اداس ہیں۔ عامر سلیم کا اچھا سا گانا سنایئے تا کہ غم دور ہو جائے اور چہرے پر مسکراہٹ سج جائے۔ میں اس وقت سے سوچ میں ڈوبا ہوں۔ کیا ہمارے عوام ہمیشہ ہی سنجیدگی اور سوچ و بچار سے دور رہیں گے۔ انہیں کیوں لاشیں اُٹھانے والے کندھے، جسموں کے لوتھڑے، اُٹھانے والے ہاتھ، اپنے پیاروں کی یاد میں رونے والی آنکھیں اور ہسپتالوں میں آہ و بکا کرتے ہوئے زخمی اور ڈرون حملوں سے ہلاک ہونے اور اُجڑنے والے معصوموں کی تصویریں نظر نہیں آتیں۔ بظاہر تو ایسا دکھائی دیتا ہے کہ ہم میں سے اکثر کے ذہن مفلوج اور جسم اپاہج ہو گئے ہیں۔ نہ جانے ہمارے عوام کا مزاج کب سدھرے گا؟ اور نہ جانے سویا ہوا ضمیر کب جاگے گا؟ کہاں گئے وہ باکردار، باضمیر، غیور اور جرأت مند لوگ؟ کہاں گئے؟

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے

تنظیم اسلامی کا تیار کردہ سال نو کا

Calender 2010

......دستیاب ہے......

6 صفحات پر مشتمل شمسی و قمری کیلنڈر۔ قرآنی آیات کی خوبصورت خطاطی سے مزین،

☆ 4 رنگوں میں دیدہ زیب طباعت ☆ خوبصورت ڈیزائن ☆ عمدہ آرٹ پیپر ☆ سائز "18x"23

خصوصی رعایتی قیمت 50 روپے

رفقاء و احباب یہ خوبصورت کیلنڈر خود بھی لیں اور دعوتی نقطہ نظر سے خرید کر احباب میں تحفہ کے طور پر تقسیم کریں

رفقاء و احباب کیلنڈر حاصل کرنے کے لئے اپنے مقامی مراکز سے رابطہ کریں

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 3-35869501،
فیکس 35834000، media@tanzeem.org
website: www.tanzeem.org

مرکز تنظیم اسلامی
67۔ اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور
فون: 36316638, 36366638 فیکس 36271241
e-mail: markaz@tanzeem.org,

آخری صلیبی معرکہ آرائی کا آغاز

ترجمہ: محمد فہیم

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب
"Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade"
کا قسط وار اُردو ترجمہ

سوال یہ ہے کہ کیا اسلامی نقطۂ نگاہ سے کمیونزم کے خلاف ''جہاد'' کو کامیابی ملی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہائی عسکری حوالہ سے یہ کامیاب رہا، تاہم سٹریٹجی کے حوالہ سے طالبان کے فتح یابی تک یہ ناکام ہی رہا۔ طالبان اگرچہ (امریکی یلغار کے سبب) اسلام کو قائم کرنے میں ناکام رہے، تاہم ان کی وجہ سے امریکہ میں بہت سے وار لارڈز میں صلیبی جنگ کے خوابیدہ جذبات جاگ اُٹھے۔ طالبان کے ارادوں نے اسلام کے خلاف موجود نفرت کی شدت کو طشت ازبام کر دیا۔

لاریب کہ سوویت یونین امریکہ اور اس کے حلیفوں کی نظروں میں ایک دشمن تھا۔ تاہم وہ کمیونزم کی بہ نسبت اسلامی نظام حیات کو ایک بدتر خطرہ سمجھتے تھے۔ صلیبیوں نے اس خطرہ کو بھانپ لیا تھا جو طالبان کے برسر اقتدار آنے کے بعد بیرونی قوتوں کے قبضوں اور مظالم کے خلاف مسلمانوں کے مجموعی رویوں میں تبدیلی کی صورت میں آہستہ آہستہ جنم لے رہا تھا۔ قابض استحصالی قوتوں کے خلاف محکوم و مقہور مظلوموں کے جذبۂ جہاد کو کامیابی کے ساتھ ابھارنے کی وجہ سے دورِ جدید کے صلیبیوں کے دلوں میں خوف بڑھتا چلا گیا۔ بات یہ ہے کہ براہ راست یا بالواسطہ قبضوں کے خلاف تیس سال پہلے تک اس قسم کی بیداری یا مزاحمت کا بطور ایک سیاسی قوت کہیں دور دور تک پتہ نہیں تھا۔

برسر اقتدار کٹھ پتلیوں کے برعکس عوامی سطح پر بہت سے مسلمان رہنماؤں کو مسلم دُنیا میں بیرونی مداخلت پر تشویش رہی ہے۔ ان کے بالکل برعکس بیسویں صدی عیسوی کے دوران بہت سے انقلابی لیڈروں نے مسلمان عوام کو اسلامی طرز حیات کے بالکل مخالف سمت میں چلایا اور انھوں نے اپنے معاشروں کو قرآن وسنت کی تعلیمات کے خلاف سیکولر اقدار پر استوار کرنا چاہا۔ ان رہنماؤں میں ترکی کے کمال اتاترک، جنوبی ایشیا سے سرسید احمد خان، الجیریا کے بن بیلا، انڈونیشیا کے احمد سوئیکارنو، مصر کے جمال عبدالناصر اور ایران کے محمد مصدق قابل ذکر ہیں۔ ان لیڈروں میں بعض درحقیقت اسلام سے کھلی دشمنی رکھتے تھے اور یہ غلط نہیں ہوگا، اگر ان کو اسلام کے مرتدین میں شمار کیا جائے۔ آج بفضلہٖ تعالیٰ مسلم دُنیا میں تمام انقلابی تحاریک مسلمانوں اور ان کے ذرائع کو متحد کر کے اسلامی نظام حیات کو قائم کرنے کی سمت میں آگے بڑھ رہی ہیں۔ مسلم دُنیا کی ان تحریکوں کے مساوی ردعمل کے طور پر مغربی دُنیا میں مذہب، سیاست اور علمی دُنیا سے تعلق رکھنے والے وار لارڈز کے دلوں میں صلیبی جذبہ پھر سے بیدار ہوا ہے۔ طالبان حکومت کے خلاف ردعمل اس وسیع تر تحریک کا ایک حصہ تھا، جو مسلمانوں کو حق خود ارادیت اور قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کے خلاف جدوجہد کر رہی ہے۔ مسلم دُنیا میں ''وطنی قومیت والے دورانیہ'' کی بے مقصدیت اور

> کروسیڈی ٹولہ اپنے صیہونی اور نیوکانز حلیفوں کی حمایت سے مسلمانوں کے خلاف اس عزم کے ساتھ برسرپیکار ہے کہ وہ انہیں کبھی بھی اسلامی اصولوں کے مطابق جینے نہیں دے گا

غیر افادیت کا احساس بہت جلد یعنی ایک یا دو نسلوں کے دوران ہو گیا۔ اس کی وجوہات واضح ہیں۔ مسلمانوں کے لیے زندگی گزارنے کی قرآن وسنت کے علاوہ کوئی دوسری سبیل نہیں۔ مسلمانوں کے درمیان قومی ریاستوں کی بنیاد پر قوم پرستی، سیکولرازم اور دوسری تقسیموں کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں۔ (انتظامی اور موثر حکمرانی کے مقاصد کے لیے اسلامی ریاست کی صوبوں یا یونٹوں میں تقسیم ایک بالکل ہی علیحدہ شے ہے۔) آج 57 ممالک کو کسی ایک ایشو کے لیے 57 بیرونی پالیسیاں اور 57 طریقہ ہائے کار اختیار کرنے ہوں گے۔ پھر علیحدہ قومیت کے حوالہ سے پہلے برطانیہ اور اب امریکہ کے مفادات کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔ ترجیح انہی کو حاصل ہوگی جو امریکہ کے ساتھ ہمہ وقت تعاون پر راضی ہوں۔ اسی بنا پر سعودی عرب کی حکومت امریکہ کی نظروں میں کبھی بھی غیر جمہوری نہیں رہی۔

1953ء میں سی آئی اے نے ایک سازش کے ذریعے ایران کے محمد مصدق کا تختہ اُلٹا کر اس کی جگہ رضا شاہ پہلوی کو بٹھایا، جس نے نہایت وفاداری کے ساتھ امریکہ کے اقتصادی اور سیاسی مفادات کی پاسداری جاری رکھی۔ اسی طرح برطانیہ نے اقتصادی اغراض کے تحت مصر کے جمال عبدالناصر کو ہدف بنایا۔ سہارتو نے سی آئی اے کی ایک خونریز بغاوت کے بعد لاکھوں لوگوں کو قتل کر کے قوم پرست رہنما احمد سوئیکارنو کی جگہ لی۔ کمیونزم سے لاحق موہوم خطرہ کے پیش نظر قوم پرست رہنماؤں کو بھی شک کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔ ایسے حالات میں جب اسلام سے ایک خوف محسوس کیا جانے لگا ہے، آپ ذرا ان لوگوں کی کیفیت پر غور کریں جو دنیا میں اسلامی ماڈل کے طرز پر حکومت قائم کرنے کی تگ و دو کر رہے ہیں، جس کے قیام سے یقیناً سیکولر ڈیموکریسی (لادین جمہوریت) اور سرمایہ دارانہ نظام (کیپٹلزم) کے بلبلے سے ہوا نکل جائے گی۔

مسلمان موقع پرست عناصر کا حال یہ ہے کہ وہ ان قوتوں کو (جن کی طرف انگلی اٹھائی جا سکتی ہے) خوش رکھنے کے لیے مسلمان ریاستوں پر سرکاری طور پر سیکولرازم کو مسلط کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ وہ اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ سیکولر قوم پرست حکومتیں تمام مسلم دُنیا میں کب کی روبہ زوال ہونا شروع ہو چکی ہیں۔ بیرونی دباؤ سے مرعوب اور اندرونی طور پر سخت کرپٹ اور نالائق یہ حکومتیں نہ تو قومی مفادات کا تحفظ کر سکیں اور نہ ہی سماجی انصاف کے تقاضوں کو پورا کر سکیں۔ جب انھوں نے ڈیموکریسی کی بھی مٹی پلید کر لی، تو نتیجہ کے طور پر آمریت کو تقویت مل گئی اور اس نے پر پُرزے نکالنا شروع کیے۔ ان ناکامیوں کے سبب مسلمان عوام میں یہ احساس اجاگر ہوا کہ انفرادی یا اجتماعی دونوں قسم

کے طرز زندگی گزارنے کا یہ طریقہ ہر گز نہیں۔ اسی احساس کے نتیجے نے اسلامی تحاریک کو جنم دیا تاکہ پیدا شدہ خلا کو پُر کیا جاسکے۔

فرانسس فوکویاما کا نظریہ ہے کہ مغربی دُنیا کے لیے لبرل ڈیموکریسی (مادر پدر آزاد جمہوریت) یقیناً تاریخ کا آخری نقطہ ہے، جہاں تک پہنچا جاسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ غیر مسلم دنیا کے لیے موجودہ بگڑی ہوئی جمہوریت کے علاوہ کوئی دوسری راہ دستیاب نہ ہو۔ تاہم سیکولر ڈیموکریسی (لادینی جمہوریت) اور مسلمانوں کی 57 قومی ریاستوں میں تقسیم ایسی چیزیں ہیں جو تیزی کے ساتھ اپنے انجام کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ اس کے برعکس مسلمانوں کے سامنے کئی آپشنز کھلے ہیں۔ اسلامی تحاریک کے لیے ایک علمی بنیاد سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے (1940-1938) کے دوران واضح کر کے رکھ دی۔ اسی طرح مصر کے سید قطب شہیدؒ نے 1950ء

> طالبان کے اقدامات اور ارادوں کی وجہ سے امریکہ میں بہت سے وار لارڈز میں صلیبی جذبات بھڑک اُٹھے اور اُن کی اسلام کے خلاف نفرت کی شدت طشت از بام ہوگئی

میں اس فکر کی بنیاد پر کام کیا۔ بیسوی صدی کے آغاز میں احیائی تحریک کی بنیاد کے لیے علامہ اقبالؒ نے فکری غذا فراہم کی، جسے عملی طور پر ابوالکلام آزادؒ نے حزب اللہ کی شکل میں (1920-1913) متحرک کردیا۔ اس کے بعد اسی منہاج پر سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے جماعت اسلامی کی شکل میں (1950-1941) اسے رواں دواں رکھا۔ انھوں نے مسلم تہذیب اور اقدار کو گلنے سڑنے سے بچانے اور ابتدائے اسلام کے سنہری دور کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے کسی قسم کی مسلح کارروائی اختیار نہیں کی۔ ان کی توجہ عوام الناس میں ایک گونہ احساس اور بیداری پیدا کرنے اور تجدید فکر پر مرکوز رہی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان حضرات کے پیغام کو عام طور پر نظر انداز کیا گیا، یہاں تک کہ طالبانِ افغانستان کا ظہور ہوا۔ طالبان بھی درحقیقت امریکہ کی جھوٹ اور دغا پر مبنی طالبان مخالف مہم کی وجہ سے توجہ کا مرکز بن گئے۔ اس مہم جوئی سے امریکہ کا مطلب طالبان کو بدنام کرنا اور ایک دوسرے مسلمان ملک (افغانستان) پر قبضہ جمانا تھا۔ چند چیزیں ایسی ہوئیں، جن کی وجہ سے حالات نے پلٹا کھایا اور توجہات دوبارہ اس نظر انداز کردہ حقیقت کی طرف منعطف ہوگئیں۔ مثال کے طور پر بش اور کولن پاؤل کا اس جنگ کو ''کروسیڈ'' کا نام دینا اور 'اسلام کے خلاف جنگ' جیسی اصطلاح کا استعمال، امریکی فوجیوں کا قرآن کریم

> مسلمان موقع پرست عناصر جو سیکولرازم کو مسلط کرنے کے لیے کوشاں ہیں اس حقیقت کو نظر انداز کر رہے ہیں کہ سیکولر قوم پرست حکومتیں تمام مسلم دُنیا میں کب کی روبہ زوال ہونا شروع ہو چکی ہیں

کے نسخوں کو ٹائلٹ میں ڈال کر بے حرمتی کرنے کا ارتکاب اور جنرل بوئے کن کے اسلام کے خلاف دل آزار الفاظ کے استعمال کے واقعات وغیرہ۔

امریکی وار لارڈز میں صلیبی رویہ اپنانے میں انقلاب ایران نے اہم کردار ادا کیا۔ اس ضمن میں یہ انقلاب پہلا سنگ میل ثابت ہوا۔ جنرل ضیاء الحق کے نفاذ اسلام کے لیے نمائشی اقدامات کو آسانی سے نظر انداز کیا گیا، مگر ایک اسلامی اجتماعیت کے قیام کے ضمن میں طالبانِ افغانستان کی کوششوں کو کب نظر انداز کیا جاسکتا تھا۔ یہ طالبان والا افغانستان ہی تھا، جس نے صلیبیوں کو اپنی صلیبی جنگ منظم کرنے اور اس کے لیے صحیح اور حقیقی منصوبہ بندی کرنے پر مجبور کردیا۔ اگرچہ مسلم غم وغصہ بڑھتا گیا، لیکن اسے مثبت طور بروئے کار نہ لایا جاسکا۔ اصل مسئلہ سے لاعلمی کی وجہ سے مسلمان ایک صحیح لائحہ عمل اختیار کرنے میں ناکام رہے۔ اصل پیش رفت تب ہوئی، جب افغانستان کی سرزمین پر امریکہ کے زیر اثر چلنے والے جہاد نے پہلے مسلمانوں کو کمیونسٹوں کے خلاف صف آرا کیا اور جب کمیونسٹ شکست سے دوچار ہوئے تو جہاد کے سرپرست اوّل امریکہ نے جہاد کے ثمرات سمیٹے اور اس کو محفوظ کیے بغیر افغانوں کو اکیلا چھوڑ کر اپنی راہ لے لی۔

افغانستان میں نوزائیدہ اسلامی امارت کو ختم کرنے کے لیے امریکہ کے طالبان مخالف اقدامات نے، جنھیں میڈیا کے علاوہ، بہت بڑی انسانی اور تکنیکی ذرائع کی مدد حاصل تھی، درحقیقت اسلامی یگانگت اور اتحاد کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کردیا۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلم نظریہ پر کام کرنے والی شخصیت اس بیسویں صدی میں اسلامی فکر کی اتنی بڑی کامیابی کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ حق خود ارادیت کے لیے مسلمانوں کی عالمی جدوجہد آخر کار ظہور پذیر ہو چکی ہے، جس کے بالکل متوازی کروسیڈی طاقت اپنے صیہونی اور نیو کانز حلیفوں کی حمایت سمیت اس عزم کے ساتھ برسرپیکار ہے کہ وہ مسلمانوں کو کبھی بھی اسلامی اصولوں کے مطابق جینے نہیں دیں گے، خواہ اس کے لیے انھیں کیا کچھ کرنا نہ پڑے۔ (جیسا کہ باب سوم میں بیان ہوا ہے) بش، رمزفیلڈ اور برطانوی سینئر حکام کے اسلام مخالف بیانات نے مسلمانوں کی حساسیت میں مزید اضافہ کیا ہے۔ اور وہ سمجھنے لگے ہیں کہ ''خلافت'' اور ''اُمّہ'' جیسی اصطلاحات کے خلاف مخالفانہ بڑی مہمات کیوں چلائی جارہی ہیں۔

(جاری ہے)

بقیہ: دہشت گرد کون؟

17 ملین حمل ساقط ہوئے، 13 ہزار پرائمری سیکنڈری اسکول، 6 ہزار یونیورسٹیاں، 8 ہزار لیبارٹریز ویران و برباد ہوگئیں۔ امریکا اور جاپان کی جنگ 1945ء میں امریکا کی طرف جاپان کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر دو چھوٹے ایٹم بم گرائے گئے جس سے مجموعی طور پر اڑھائی لاکھ افراد ہلاک ہوئے اور اتنے ہی زخمی ہوئے۔

آج مغرب اپنے تمام ذرائع کے ہمراہ یہ ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے کہ اسلام ایک انتہا پسند، قدامت پرست اور دہشت گرد مذہب ہے، وہ ہر مسلمان کو دہشت گرد اور اسلام کو دہشت گردی کی فیکٹری قرار دیتا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر عصر حاضر امت مسلمہ سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ مغرب کے پروپیگنڈے کا نہ صرف مؤثر جواب دے بلکہ یہ ثابت کرے کہ ''اسلام ہی ساری دنیا کو بھلائی دینے والا دین ہے۔'' ''یہ امت عالم گیر امن کی دعوے دار امت ہے۔'' ''ان کی کتاب دنیا کو روشنی فراہم کرنے والی کتاب ہے۔'' ''ان کا رسول ﷺ تو تمام جہانوں کے لیے رحمت بن کر آنے والا رسول ﷺ ہے۔'' مغرب کو بتایا جائے کہ خود ان کے بڑے بڑے دانشور تسلیم کرتے ہیں کہ

"He was the only Man in history who was supremely successful on both the religions and secular level."

یہ بھی واضح کیا جائے جن کا مزاج ہی یہ کہ ''دین میں کوئی جبر نہیں''، ہو، وہ تشدد اور دہشت گردی جیسے برے راستے پر کبھی نہیں نکل سکتے۔ (بشکریہ روزنامہ ''ایکسپریس'')

افغانستان...... تاریخ کے دوراہے پر

جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ

صدر اوباما نے نئی افغان پالیسی کا اعلان کرنے سے پہلے طویل مشاورت کی تا کہ ایسی حکمت عملی وضع کی جاسکے جس کے تحت وہ افغانستان میں اپنے مفادات کا تحفظ اور اپنا مشن جلد از جلد مکمل کرسکیں۔ لہٰذا افغانستان میں مزید تیس ہزار فوجی بھیجنے کے احکامات بھی جاری کیے جس سے افغانستان میں امریکی فوجیوں کی تعداد ایک لاکھ ہوجائے گی جنہیں نیٹو کے پینتالیس ہزار فوجیوں کی کمک بھی حاصل ہوگی۔ صدر اوباما کو امید ہے کہ وہ افغانستان میں تین سال کے عرصے میں اپنا کام ختم کرلیں گے جس کے بعد وہ اپنی فوجوں کو واپس بلالیں گے۔ اپنے اہداف کی تشریح کرتے ہوئے اوباما نے کہا: ''ہماری اولین ترجیح افغانستان اور پاکستانی قبائلی علاقوں سے القاعدہ کا خاتمہ اور مستقبل میں ان کی جانب سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے لیے خطرہ بننے کے امکانات کو ہمیشہ کے لیے ختم کردینا ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے اٹھارہ ماہ کی مدت درکار ہوگی جس کے بعد ہماری فوجیں وطن واپس آنا شروع کردیں گی۔ ان اقدامات کے ذریعے ہم افغانستان میں ایسے حالات پیدا کرسکیں گے جس سے ہماری فوجوں کا پرامن انخلا یقینی بنایا جاسکے گا۔'' انہوں نے مزید کہا کہ: ''پاکستان کے تعاون اور امداد کے بغیر ہم یہ مقاصد حاصل نہیں کرسکتے اور ہمیں یقین ہے کہ افغانستان میں ہماری کامیابی کا دارومدار پاکستان کے ساتھ پارٹنرشپ پر منحصر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ اور پاکستان کو مشترکہ دشمن کا سامنا ہے۔''

دراصل یہ ایک ناکام حکمت عملی ہے کیونکہ جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لیے تیس ہزار فوجی ناکافی ہیں بلکہ موجودہ مزاحمت سے نمٹنے کے لیے کم از کم دس گنا زیادہ عسکری طاقت کی ضرورت ہوگی لیکن اتنی زیادہ تعداد میں فوجیں وہ افغانستان میں نہیں لاسکتے لہٰذا تیس ہزار فوجیوں کی کمک جنگ میں فتح حاصل کرنے کے قابل نہیں ہوگی۔ اس کمک کے ساتھ وہ آبادی کے مراکز (Air Bases) اور دوسرے اہم مقامات پر کنٹرول کرنے تک ہی محدود رہیں گے اور فضائی طاقت کے ذریعے طالبان کی سرکوبی جاری رکھیں گے۔ اس صورتحال پر پیڈی اشڈون (Paddy Ashdon) کا تبصرہ بہت برمحل ہے کہ: ''ہم اس جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کی بجائے متواتر ناکامیوں سے دوچار ہوں گے۔ یہ ناکامیاں صرف عسکری محاذ پر ہی نہیں بلکہ سیاسی سطح پر بھی ہوں گی۔''

اس پالیسی کی ناکامی کا دوسرا سبب وہ منفی سوچ ہے کہ ''ہم ایک مشترکہ دشمن سے نبرد آزما ہیں۔'' جبکہ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی افغان مجاہدین کے خلاف جنگ کررہے ہیں جو کسی طور بھی پاکستان کے دشمن نہیں ہیں۔ ملک کے اندر ہماری مسلح افواج اپنے ہی قبائل کے خلاف حالت جنگ میں ہیں۔ وہ بھی ہمارے دشمن نہیں ہیں بلکہ گذشتہ دور کی حکومتوں کی ناکام حکمت عملیوں کے باعث دل برداشتہ ہوکر ہمارے خلاف صف آرا ہیں۔ ہم بفضل تعالیٰ عسکری و سیاسی حکمت عملی کی راہ اختیار کرکے ان کے ساتھ معاملات کو احسن طریقے سے حل کرلیں گے، اس لئے پاکستان کے لیے امریکہ کے دشمنوں کے خلاف جنگ میں شامل ہونے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

تیسری ناکامی یہ غلط سوچ ہے کہ اگر طالبان نے افغانستان میں حکومت بنالی تو وہ پاکستان پر قابض ہو جائیں گے جس سے پورے خطے کی سلامتی متاثر ہوگی۔ یہی وہ منفی سوچ ہے جس کے نتائج ہم نے 1990ء سے لے کر اب تک بھگتے ہیں اور اگر اسی سوچ کے تحت عمل ہوتا رہا تو مستقبل میں امن کی توقع رکھنا عبث ہوگا۔ اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ طالبان جنگ جیت چکے ہیں۔ وہ اکثریت میں ہیں اور افغانستان میں حکومت بنانے کا حق انہی کا ہے۔

امریکہ کی ناکامی کا چوتھا سبب صدر اوباما میں خود اعتمادی کی کمی اور مضبوط لابیوں کے دباؤ سے متاثر ہوئے بغیر صحیح فیصلہ کرنے کی صلاحیت کا فقدان ہے۔ اوباما کی پہلی افپاک سٹریٹجی ناکام ہوچکی ہے اور نئی حکمت عملی میں ناکامی کے تمام اسباب موجود ہیں۔

ان باتوں سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ اس نئی سٹریٹیجی کے تحت امریکہ اور اس کے اتحادی افغانستان میں کچھ عرصہ تک رہیں گے اور قابض فوجوں کی ریاستی دہشت گردی اور بھی بڑھے گی۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوگا اور افغانستان میں امن قائم نہیں ہوگا اور نہ ہی علاقائی ممالک کو اس دہشت گردی کے اثرات سے نجات حاصل ہوگی۔ اپنے حالیہ دورہ واشنگٹن کے وقت بھارتی وزیراعظم من موہن سنگھ نے افغانستان میں اتحادیوں کی ناکامی، چین اور امریکہ کے روابط اور پاکستان کو امریکہ کی جانب سے دی جانے والی غیر معمولی اہمیت پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا تھا۔ بھارت کی سوچ کے مطابق پاک امریکہ تعلقات ''اس کے عالمی طاقت بننے کے عزائم کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کے مترادف ہیں۔'' بھارتی اخبار انڈین ایکسپریس کے مطابق ''بھارت کی سوچ یہ ہے کہ امریکہ پاکستان کو جنوبی ایشیاء میں طاقت کے مرکز کی حیثیت دے کر بھارت کو افغانستان کے پیچیدہ معاملات میں الجھائے رکھنا چاہتا ہے۔'' حالانکہ 2004ء سے بھارت اور امریکہ کے مابین سٹریٹیجک پارٹنرشپ کے معاہدے پر دستخط کرنے کے بعد ان کے تعلقات میں بڑی پیش رفت ہوئی ہے۔ سٹریٹیجک پارٹنرشپ میں دونوں ممالک کے مشترکہ اہداف مقرر کیے

صوفی درویش جلال الدین رومی کہتے ہیں:

''یہ غیر معمولی طاقت کے حامل افغانستان کے لوگ دنیا کو اپنے زیراثر کرلیتے ہیں''

گئے تھے اور ان میں سرفہرست ''چین کی بڑھتی ہوئی عالمی اقتصادی وعسکری حیثیت کو لگام ڈالنا اور اسلامی انتہا پسندی کے خطرے سے نمٹنا شامل ہیں۔'' اس طرح افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی شکست کا مطلب جنوبی ایشیاء میں بھارت کے توسیع پسندانہ عزائم کی کھلی شکست ہے جسے ہم ''شکست عظیم'' اور طالبان کی کامیابی کو ''فتح مبین'' کہنے میں حق بجانب ہیں۔

افغانستان اور پاکستان کی موجودہ صورتحال تاریخ کا ایک نیاباب رقم کررہی ہے جس کے پس پردہ پاکستان کے لیے بے شمار مواقع موجود ہیں۔ ہم بھارت کے ساتھ اچھے تعلقات کے خواہاں ہیں لیکن بھارت کے ساتھ خوشگوار تعلقات کی راہ میں مسئلہ کشمیر رکاوٹ ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ تیزی سے بدلتے ہوئے علاقائی تزویراتی حقائق کو سمجھنے میں بھارت ناکام رہا ہے اور امریکہ کے ساتھ گٹھ جوڑ کرکے افغانستان اور جنوبی ایشیاء کے خطے میں اپنا اثرورسوخ قائم کرنا چاہتا ہے جو اس کے توسیع پسندانہ اور استبدانہ عزائم کی عکاسی کرتا ہے۔ کشمیر میں بھارت کو جس مزاحمت کا سامنا ہے اس میں دن بدن تیزی آتی جا رہی ہے اور افغانستان سے غیر ملکی فوجوں کے انخلاء کے بعد کشمیریوں کی حق خودارادیت کے لیے چلائی جانے والی تحریک نئی کروٹ لے گی جس کو روکنا بھارت کے لیے ناممکن ہو جائے گا، جس طرح امریکہ نیٹو اور بھارت افغانستان میں ناکام ہیں۔ امریکہ کو افغانستان میں ایسی ہی صورت حال کا سامنا ہے جیسی کہ 1998ء میں روس کو درپیش تھی۔ افغانستان سے پسپائی کے بعد روس نے فوجوں کی واپسی کے لیے پرامن راستہ مانگا جو افغان مجاہدین اور پاکستانی حکومت کے تعاون سے اسے حاصل ہوا۔ اوباما کی نئی حکمت عملی بھی دراصل فوجوں کی واپسی کے لیے پرامن راستہ مانگنے کے مترادف ہے۔ سائمن ٹزڈولڈ (Simon Tisdold) کے بقول: ''افغانستان میں مزید فوجی بھیجنا دراصل ایک جوا ہے جس میں جیت کے لیے بھاری قیمت چکانا ہوگی اور شکست کی صورت میں جو نقصان ہوگا اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔'' یہ بات تو طے ہے کہ قابض فوجوں کو افغانستان سے بہت جلد نکلنا پڑے گا اور یہ بھی طے ہے کہ خطے میں امن اسی وقت قائم ہوگا جب قابض فوجیں یہاں سے نکل جائیں گی اور 1979ء سے جاری غیر ملکی جارحیت کا سلسلہ بھی ختم ہوگا اور افغانستان، عراق، ایران، صومالیہ، فلسطین، لبنان، کشمیر اور پاکستان میں کیے جانے والے ساٹھ لاکھ سے زیادہ بے گناہ مسلمانوں کے قتل عام کا انتقامی ردعمل پورا ہوگا۔ وقت بدل چکا ہے اور بدلتے ہوئے حالات کا تقاضا ہے کہ عالم اسلام کے خلاف جارحیت اور ریاستی دہشت گردی کا سلسلہ ختم کیا جائے۔

> افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی شکست کا مطلب جنوبی ایشیاء میں بھارت کے توسیع پسندانہ عزائم کی کھلی شکست ہے جسے ہم ''شکست عظیم'' اور طالبان کی کامیابی کو ''فتح مبین'' کہنے میں حق بجانب ہیں

دشمنوں کی جانب سے پاکستان کی سلامتی ویکجہتی کو نقصان پہنچانے کی مذموم سازشوں کو قومی سلامتی کے ضامن اداروں نے نہایت تدبر سے کارروائی کرکے ناکام بنایا ہے۔ وکلاء، جج صاحبان، میڈیا اور سیاسی حزب اختلاف کی کامیاب کوششوں سے عدلیہ نے اپنی آزادی اور خودمختار حیثیت قائم کرلی ہے اور انصاف کے تقاضے پورے کررہی ہے۔ پاکستان کی مسلح افواج نے حالات پر قابو پا کر قوم کو یہ حوصلہ افزا پیغام دیا کہ ''قومی سلامتی کو درپیش خطرات اور سازشوں سے پاکستان کی مسلح افواج بخوبی آگاہ ہیں اور ان سے نمٹنے اور شکست دینے کی پوری صلاحیت رکھتی ہیں۔'' ذرائع ابلاغ کے قومی ادارے نے اقتدار کے بھوکے سیاسی اکابرین اور دشمنوں کی کارستانیوں کا پردہ چاک کیا ہے اور ملک کو ہر لمحہ بدلتے ہوئے حالات سے باخبر رکھ کر اپنا فرض بطریق احسن نبھایا ہے۔ اس طرح جو کام ایک خودمختار پارلیمنٹ کو کرنا چاہیے تھا وہ ہمارے قومی سلامتی کے ضامن اداروں نے اپنے سر لے لیا ہے اور قومی اعتماد سے یہ ادارے حالات کو سنبھالا دینے کی جو کوششیں کررہے ہیں، یہ اقدامات ان شاء اللہ پارلیمنٹ کو خودمختار اور بااختیار ادارہ بنانے کا موجب بھی بنیں گے۔

> **پیڈی اشڈون کہتے ہیں:**
>
> ''ہم اس جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کی بجائے متواتر ناکامیوں سے دوچار ہوں گے۔ یہ ناکامیاں صرف عسکری محاذ پر ہی نہیں بلکہ سیاسی سطح پر بھی ہوں گی''

عالم اسلام کی بقا کا واحد راستہ باہمی اتحاد میں مضمر ہے۔ اس سلسلے میں پہلے قدم کے طور پر پاکستان' ایران اور افغانستان کے مابین اتحاد ''تزویراتی گہرائی'' (Depth Strategic) حاصل کرنا ضروری ہے جو نہ صرف بیرونی جارحیت کے خلاف مؤثر ڈھال کا کام دے گی اور خطے میں قیام امن کی نوید ثابت ہوگی بلکہ عالم اسلام کے لیے یہ ''تزویراتی گہرائی'' تحفہ ایزدی ثابت ہوگی۔ اس حوالے سے یہ امر باعث حیرت ہے کہ فرید ذکریا کو انٹرویو دیتے ہوئے رچرڈ ہالبروک نے اس تصور کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''پاکستان پہلے اپنے اندرونی معاملات سلجھائے اور اس کے بعد تین ممالک کے درمیان 'یونین' کے قیام کی بات کرے۔'' ان کی اس بات پر تعجب نہیں ہے کیونکہ یہی تو تیں 1989ء سے لے کر اب تک اس تزویراتی گہرائی کے نظریے کے متعلق منفی اور گمراہ کن پروپیگنڈا کررہی ہیں اور ناکام ہیں۔ یہ تصور ان شاء اللہ مستقبل قریب میں حقیقت بنے گا۔

صوفی درویش (Dervishes Whirling) کے خالق جلال الدین رومی کہتے ہیں: ''یہ غیر معمولی طاقت کے حامل افغانستان کے لوگ دنیا کو اپنے زیراثر کر لیتے ہیں۔'' (یہ اقتباس ادریس شاہ کی معروف کتاب The Sufis سے لیا گیا ہے۔) مولانا رومی کی حکیمانہ بات سچ ثابت ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر جانسن جو کہ مسلمانوں کے خیرخواہ نہیں تھے' مولانا کے بارے میں کہتے ہیں: ''انہوں نے اتحاد امہ کے سربستہ راز کھولے اور ابدی ہدایت کے راستے متعارف کرائے۔'' اور یہ پیغام دیا کہ افغانستان کی سرزمین سے ابھرتی ہوئی قوت ناقابل تسخیر ہے۔ اس کے مقابل سوویت یونین' امریکہ' اسرائیل' یورپی یونین اور بھارت سب کے سب پسپا ہوچکے ہیں۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔ مسلم امہ کے اتحاد کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے کو ہے اور تبدیلی اور امن کی ہوا چل پڑی ہے جس کی سرسراہٹ ابھی سے سنی جاسکتی ہے۔

(بشکریہ روزنامہ ''نوائے وقت'')

Gandhi was the last leader to reap any political dividends from that cult. In Bangladesh, the process is still more or less like Pakistan, with the daughter and wife of the two past heroes dominating politics.

The cult of hero-worship in Pakistan is, mercifully, about to die. After Benazir Bhutto, there is no Bhutto cult left; Zardari's is a one-time show thrust upon the nation through extraordinary circumstances. But large areas of Punjab, rural and urban Sindh, major portion of the NWFP, and Balochistan remain entrenched in the hero-worship mode. They say education is a cure for this, but the kind of education Pakistanis are receiving holds little promise of salvation.

In the absence of any real political process at the grassroots level, there is no possibility of Pakistan's political stability. What is needed is a thorough reorganisation of the political landscape, and this cannot happen without a certain degree of maturity in the mental makeup of Pakistani people in terms of their attitude towards "heroes." This maturity cannot come without conscious efforts made to change people's attitudes.

These efforts cannot be made without a group of people realising the need for political training and a different level of consciousness. And, therefore, the circular argument leads to the need of a new intellectual force to emerge in the country with the sole goal of taking a majority of Pakistanis out of their hero-worship mode. This undoing of the cult of the hero will, in turn, sow the seeds for the emergence of a genuine polity, rooted in principles and dealing with issues of enduring importance.

This is a generational task: at least one whole generation has to go through this political training, but this training needs certain principles. From where can one draw these principles? From the sources which have always guided Islamic polity, one would imagine. And this brings us back to the process which Maulana Maudoodi abandoned in the 1950s. Is there anyone who can revive that process? (Courtesy: The News)

Rejoinder to Dr. Muzaffar Iqbal

This is with reference to the above column titled "Behind our stagnant politics" which appeared in The News dated November 20, 2009. I am in total agreement with you in your analysis of the major political parties active in Pakistani politics. They are indeed mostly one-man show and thrive on the cult of hero-worship. Here I have noted a contradiction to which I would like to draw your attention. On the one hand you strike an optimistic note by asserting that the cult of hero-worship is mercifully about to die, but at the same time you maintain that large areas of Punjab, rural and urban Sind and major portions of NWFP and Balochistan remain entrenched in the hero-worship mode. However, what interest me in your write-up are the last two paragraphs in which you offer a remedy of Pakistan's malady by going back to the process of both popular and intellectual religio-political training which Maulana Maudoodi abandoned in the 1950s.

Through this brief email I would like to inform and "remind" you (I am sure you cannot possibly be unaware of it) that Dr. Israr Ahmad, founder of Tanzeem-i-Islami, is striving and struggling to continue the grassroot revivalist work which Jamat-e-Islami left in the fifties of last century. Even though the Tanzeem has not come in the limelight of Pakistan's body-politic, its impact is felt far and wide. Dr. Israr Ahmad's Quranic discourses, his political views and analyses of Pakistani and international politics are regularly published in the media. Similarly Hafiz Akif Saeed, present Ameer of Tanzeem-i-Islami, speaks on current issues in the light of the Quranic teachings, and his press releases are also published in the national newspapers. I wonder why a scholar like yourself has shown total ignorance of the movement launched by Dr. Israr Ahmad ever since he left Maulana Maudoodi's Jamat in 1957. So, thank God, a disciplined party (though modest in strength at the moment) is active for the last four decades according to the roadmap given by Maulana Maudoodi in 1940s. The leadership of the Tanzeem-i-Islami greatly values your opinions and look forward to your cooperation in this gigantic task-the only panacea for the ailing Pakistan and assertion of its Islamic identity.

Dr. Absar Ahmad

Behind our stagnant politics

The nauseating, recurring, often false, and certainly vacuous statements of Pakistani politicians on issues of deep and catastrophic proportions, their empty rhetoric, their mutual mistrust, their unending U-turns, and their lack of transparency have, once again, cooked a political soup that stinks. Every new day comes with newspapers filled with the same soup. Behind this unending and recurring process is a dilemma that Pakistani politicians are incapable of even acknowledging, let alone addressing: they are myopic inhabitants of a pond without any inflow of fresh water. This stagnant political theatre was set up at the time of Pakistan's emergence on the world scene, and it has never changed.

Pakistan now has the so-called two main political parties, both of which are actually one-man parties, because in each case the man at the top has such a strangling hold on all aspects of his party that these entities are neither "political" nor "parties" in any real sense. They are merely personifications of one man's myopic vision, personal goals, and limited mental and intellectual horizon.

In addition, there are the "religious parties," of which only the Jamaat-e-Islami deserves mention, for all other "religious parties" are neither religious nor parties. The problem with the Jamaat is its lack of any solid Islamic base in terms of its policies and "principles of politicking." It left its rightful course way back in the early 1950s when Maulana Maudoodi abandoned his own clearly articulated (and publicly announced) course of action. He did this out of personal volition and in the process lost some dear friends. But, most of all, he brought the Jamaat to a cul de sac from which it has never emerged.

Had he followed his well-reasoned course of action, Pakistan would be an entirely different polity today. And the sad and traumatic aspect of this betrayal of the highest principles articulated by Maudoodi himself is that the Jamaat is unwilling to accept the fact that its founder committed a blunder, thus it continues to remain in the political wilderness without any hope of ever emerging from its wasteland.

This leaves the regional parties, or the parties which only have appeal within certain geographical regions of the country; the ANP and the MQM being the two obvious contenders. While the ANP has a history of grassroots political processes, there is no denying the fact that it, too, suffers from the same person-centred approach to its politics, just as the MQM does.

Thus, apart from the Jamaat-e-Islami, all political parties are, in fact, parties of their leaders. And this includes Imran Khan's outfit, which has attempted to set up a real political process by including in its ranks independent, thinking minds, but which remains, by and large "Imran Khan's Party."

There is, however, much more to this person-centred politics. It is not the political parties alone which are responsible for this phenomenon: the Pakistani nation, as such, is person-centred. As children we were asked the rhetorical question: who made Pakistan? And given the answer: the Quaid-e-Azam.

Obviously, there is something deep in the psyche of Pakistani people which makes it impossible, at this stage at least, for any political party to emerge on the basis of a political process that will ensure continuous inflow of fresh water in the form of leadership, ideas, strategies, plans, and vision for the country. Pakistanis share this hero-worship with other nations of the region, but the Indian political scene has moved forward tremendously since the days of the cult of Gandhi and Nehru. The cult of the hero or heroine is still there to some extent, but Indira